احمدی نوجوانوں کیلئے
ماہنامہ خالد ربوہ
مئی ۱۹۹۳ء
ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

"..... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اِس لئے تم میری اِس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ....."

(الوصیّۃ صفحہ ۶، ۷)

یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تیسری صاحبزادی عزیزہ یاسمین رحمٰن مُونا سلمہا اللہ تعالیٰ کا اعلانِ نکاح ہمراہ عزیزم مکرم کریم اسد احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب مورخہ ۱۶ / اپریل ۱۹۹۳ء کو نمازِ جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد بیت الفضل لندن میں فرمایا۔ اس نکاح کی ایک تاریخ ساز اہمیت یہ بھی تھی کہ عالمگیر جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا نکاح تھا جو براہِ راست ساری دنیا میں ٹیلی کاسٹ ہوا اور یُوں ساری دُنیا کے احمدی احباب بالخصوص اِس بین الاقوامی تقریب نکاح و دعا میں شامل ہوئے۔

ادارہ خالد اپنے جملہ قارئین اور کارکنانِ اشاعت کی طرف سے حضورِ انور کی خدمت میں تہہِ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ خداوند غفور رحیم اپنے عفو اور اپنے فضلوں کے انعامات کی بارش اِس بابرکت جوڑے پر نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کی گھریلو زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلی زندگی کے اُسوۂ حسنہ کی قوسِ قزح کے رنگ بکھیر دے اور خدا کرے کہ ہماری جماعت کے لئے یہ ایک نیک نمونہ ثابت ہو۔ حضرت مسیح موعود کی ساری دعائیں اِس جوڑے کے حق میں بھی قبول ہوں اور ہر قسم کی خیر و برکت کا پیش خیمہ ہو۔ آمین

ہم خاندانِ حضرت اقدس اور مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور ان کے اہلِ خانہ کو بھی ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

مئی 1993ء

ہجرت 1372 ہش

جلد 40 شمارہ 7 قیمت 4 روپے

*

ایڈیٹر سید مبشر احمد ایاز

*

پبلشر۔ مبارک احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی ربوہ

اس شمارے میں آپ کے لئے

اس کے علاوہ
اردو کی ضرب الامثال اور
مظفر منصور صاحب کا منظوم کلام
ملاحظہ فرمائیں

دعوت الی اللہ کے گر

درازئ عمر کا نسخہ

(فرخ سلطانی)

حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سکھوں سے احمدی ہوئے تھے۔ اور پھر ساری عمر اس نور کو پھیلاتے رہے۔ آپ ایک پر جوش داعی الی اللہ تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شوق کو مزید تیز کیا جاتا رہا۔

آپ کو خدا کی طرف سے خبر مل چکی تھی کہ آپ کی اتنی عمر باقی ہے۔ جب یہ مدت پوری ہونے لگی تو آپ نے جناب الٰہی میں گریہ وزاری کر کے یہ دعا کی کہ ابھی میرے بچوں کی تعلیم و تربیت مکمل نہیں ہوئی اور بہت سی ذمہ داریاں میرے سپرد ہیں۔ میری عمر میں اضافہ فرمایا جائے۔ ابھی دعا میں چند منٹ گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بتایا گیا کہ "اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی عمر میں اضافہ کر دیتا ہے جو لوگوں کے لئے نافع وجود بن جائیں۔

اس پر آپ نے سوچا کہ سب سے نفع مند کام تو دعوت الی اللہ ہے۔ اور نئے رستے سوچنے لگے۔ چنانچہ دعوت الی اللہ پر مشتمل اشتہار شائع کرنے شروع کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی عمر میں کئی سال اضافہ کر دیا۔

حضرت ماسٹر صاحب کا یہ طریق تھا کہ موٹے خط میں اشتہار طبع کروا کر گتوں پر چسپاں کر لیتے اور اپنے آگے پیچھے وہ گتے لٹکا کر مختلف علاقوں چلے جاتے۔ کوئی دیکھ کر مسکرا دیتا۔ کوئی حیران ہوتا۔ کئی دفعہ جم غفیر اکٹھا ہو جاتا۔ کئی لوگ نقصان بھی پہنچاتے مگر لوگوں کو احمدیت سے تعارف ضرور ہو جاتا۔

آپ اپنے دوستوں کو بھی تحریک کرتے کہ ان گتوں کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ فرماتے گاڑی میں جہاں بیٹھو گے لوگ اسے پڑھیں گے اور خود بخود سلسلہ کلام شروع ہو جائے گا اور ایک نوآموز شخص کو جو تردد ہوتا ہے کہ میں کس طرح بات شروع کروں اس سے نجات مل جاتی ہے۔ چنانچہ کئی دوست سفر سے واپس آکر اپنے تجربات بیان کرتے اور ان کا حوصلہ بڑھتا اور پرانے اشتہار واپس کر کے نئے اشتہار لے جاتے۔

بعض اوقات آپ قادیان کے ارد گرد کے گاؤں میں چلے جاتے اور رات کو نماز کے بعد درس قرآن

دیتے اور دعوت الی اللہ کرتے۔ اس طریق سے بھی متعدد لوگ ہدایت پا گئے۔

آپ اپنے احباب کو بھی داعی الی اللہ بنانے کی جدوجہد میں لگے رہتے۔ مکرم ماسٹر مامون خان صاحب کی شادی میں بعض مشکلات تھیں۔ انہوں نے حضرت ماسٹر صاحب سے دعا کی درخواست کی تو فرمایا آپ چالیس گاؤں میں جا کر دعوت الی اللہ کریں میں دعا کروں گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں ان کی شادی ہو گئی۔

ایک دوست بیمار ہو کر قریب المرگ ہو گئے۔ آپ سے دعا کی درخواست کی تو فرمایا "اللہ تعالیٰ سے عہد کرو کہ صحت یاب ہو کر اپنے گاؤں کے ارد گرد تین میل تک دعوت الی اللہ کروں گا"۔ چنانچہ ان کے وعدہ کرنے پر دعا کی اور وہ صحت یاب ہو کر سالہا سال تک زندہ رہے۔

ایک احمدی مدرس کئی بار بی اے امتحان میں ناکام رہے۔ حضرت ماسٹر صاحب نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ داعی اللہ کا قرض نہیں رکھتا۔ آپ دس روپے کے پوسٹر دعوت الی اللہ کے متعلق چھپوا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ امتحان میں کامیاب ہو گئے۔

آپ بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ ارشاد سنایا کرتے تھے "جو شخص اپنی عمر لمبی کرانا چاہتا ہے وہ دعوت الی اللہ میں میرا دست و بازو بن جائے"۔ فرماتے تھے میں نے اس نسخے سے بہت فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہا ہوں۔

(یہ سب واقعات.... احمد جلد ہفتم سے لئے گئے ہیں)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ.... فرماتے ہیں:۔

"دنیا جائے گزشتنی گزاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا...... اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا۔ میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہو گی۔ پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے.......

یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوششوں سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے...." (تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ 54)

اصل خزانہ گھر میں ہے

باہر کا دَھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دُھوپ میں جو مجھے سایہ دے وہ سچّا سایہ گھر میں ہے

پاتال کے دُکھ وہ کیا جانیں جو سطح پہ ہیں ملنے والے
ہیں ایک حوالہ دوست مِرے اور ایک حوالہ گھر میں ہے

مری عُمر کے اِک اِک لمحے کو میں نے قید کیا ہے لفظوں میں
جو ہارا ہوں یا جیتا ہوں وہ سب سرمایا گھر میں ہے

تو ننّھا منّا ایک دِیا میں ایک سمندر اندھیارا
تُو جلتے جلتے بجھنے لگا اور پھر بھی اندھیرا گھر میں ہے

کیا سُوانگ بھرے روٹی کے لئے عزّت کے لئے شہرت کے لئے
سُنو شام ہوئی اب گھر کو چلو کوئی شخص اکیلا گھر میں ہے

اِک ہجر زدہ بابُل پیاری تیرے جاگتے بچّوں نے ہاری
اے شاعِر کس دنیا میں ہے تُو تیری تنہا دُنیا گھر میں ہے

دُنیا میں گھپائے سال کئی آخِر میں کُھلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا ہر دکھ کا مداوا گھر میں ہے

(عبید اللہ علیم)

خلافت

لغوی اور اصطلاحی مفہوم!

(مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب)

"خلافت" کا لفظ اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ درست ہوگا کہ کاروبار جہان میں خلافت ایک بنیادی چیز ہے۔

لغوی معنی

اس مضمون کو سمجھنے کے لئے پہلے ہم لغت کو دیکھتے ہیں تو "خلافت" اور "خلیفہ" کے معانی مندرجہ ذیل تفصیل سے ملتے ہیں۔

خلافت:- کسی دوسرے کی نیابت اور قائمقامی کرنا خواہ

1۔ یہ نیابت اصل آدمی کی موجودگی میں ہو۔

2۔ خواہ اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو۔

3۔ یا اس کی موت کی وجہ سے ہو۔

4۔ یا اس کے کام سے عاجز ہونے کی وجہ سے ہو۔ اور اصل آدمی کے اس عجز کی وجہ اس کی اس کام سے ناواقفیت بھی ہو سکتی ہے اور متعدد جگہوں پر خود کام نہ کر سکنا بھی ہو سکتا ہے۔

5۔ اور بسا اوقات یہ نیابت محض نائب مقرر کئے جانے والے کی تکریم اور اعزاز کی غرض سے بھی ہوتی ہے نہ کہ اصل فرد کی عاجزی کی وجہ سے اور خدا کا بندہ کو خلیفہ بنانا اسی ذیل میں آتا ہے۔

خلیفہ:- اور خلیفہ لغوی معنوں میں وہ ہے جو

1۔ پہلی قوم یا فرد کا اس کے بعد قائمقام ہو۔

2۔ جو کسی بالا افسر کا اس کی زندگی میں ہی کسی دوسرے مقام پر اس کے احکام نافذ کرنے کے لئے مقرر ہو۔

3۔ جو کسی کے بعد اس کے اختیارات اور کام یا اس کی نسل کو چلانے والا ہو۔

4۔ حاکم اعلیٰ

5۔ اور شرعی لحاظ سے خلیفہ اس پیشرو اور حاکم کو کہتے ہیں جس کے اوپر (انسانوں میں سے) کوئی اور حاکم نہ ہو۔

قرآن مجید اور لفظِ خلافت اور استخلاف

قرآن مجید نے "خلافت" اور "استخلاف" کو سات معانی میں استعمال فرمایا ہے۔

1۔ مال و دولت کا وارث بننا۔ چنانچہ فرمایا:-

و انفقوا مما جعلکم مستخلفین فیه (الحدید: 8)

یعنی خدا نے جن (جائیدادوں) کا (پہلی قوموں کے بعد) تم

کو مالک بنایا ہے ان میں سے خرچ کرو۔

2- غلبہ، طاقت اور حکومت کا وارث بننا- جیسا کہ فرمایا:-

عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم و یستخلفکم فی الارض (الاعراف ۱۳۰)

یعنی قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو تباہ کر دے اور ملک میں تم کو اپنا جانشین بنا دے۔

نیز واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح (الاعراف 70) اور دیگر آیات بھی اسی مفہوم کو بیان کرتی ہیں۔

3- ایک نسل کا اپنی سے پہلی نسل کے بعد آنا اور جانشین بننا- مثلاً فرمایا:-

ان یشا یذھبکم و یستخلف من بعدکم ما یشاء کما انشاکم من ذریۃ قوم اخرین (الانعام ۱۳۴)

یعنی اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور جس طرح تمہیں ایک دوسری قوم کی نسل سے کھڑا کیا ہے اسی طرح جسے چاہے تمہارے ہلاک کرنے کے بعد تمہارا جانشین بنا دے۔

4- کسی کی زندگی میں ہی اس کی قائمقامی کرنا خواہ اصل فرد موجود ہو یا غیر حاضر- مثلاً فرمایا:-

ولو نشاء لجعلنا منکم ملٰئکۃ فی الارض یخلفون (الزخرف ٦١)

یعنی اگر ہم چاہتے تو تم میں سے بھی بعض کو فرشتے بنا دیتے جو زمین میں تمہاری جگہ آباد ہوتے۔

اور دوسری جگہ فرمایا:-

بئسما خلفتمونی من بعدی (الاعراف ۱۵۱)

یعنی میرے بعد جو تم نے میری نمائندگی کی وہ بہت بری تھی۔

5- خدا کا اپنے نبی کو انسانوں پر اپنا نائب مقرر کرنا- مثلاً فرمایا:-

و اذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (البقرہ ۳۱)

نیز فرمایا:-

یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض (ص ۲۷)

یعنی اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے۔

اس لحاظ سے ہر نبی جو زمانہ کی اصلاح کرنے اور خدا کے احکام لوگوں تک پہنچانے یا یاد دلانے کے لئے آتا ہے وہ زمین میں خدا کا نائب ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سورۃ البقرہ کی آیت محولہ بالا کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:-

"اس آیت میں جو لفظ خلیفہ آیا ہے اسے قرآن کریم کے محاورہ کی روشنی میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ لفظ "نبی اور مامور" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے"۔

پھر فرمایا:-

"نبی یا مامور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوتے ہیں یعنی صفاتِ الٰہیہ کو اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق دنیا پر ظاہر کرتے ہیں اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظل بن کر ظاہر ہوتے ہیں۔ انہی معنوں میں حضرت داؤد کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 305)

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا اپنے کسی بندہ کو اپنا نائب بنانا خدا تعالیٰ کے کسی قسم کے عجز یا کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ خود انسان

اس کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر انسان نہ تو خود بخود براہ راست خدا کے فیض کا حصول کر سکتا ہے اور نہ براہ راست بغیر کسی درمیانی واسطہ کے خدا کے اوامر نواہی سے مطلع ہو سکتا ہے۔ اس درمیانی واسطہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے چنیدہ بندوں کو نبوت کے مقام پر سرفراز کرتا ہے جو خدا سے سیکھ کر لوگوں کو مطلع کرتے ہیں۔

اس لئے خدا نے کبھی فرشتہ کو نبی نہیں بنایا کیونکہ ہر انسان فرشتہ کو دیکھنے کی بصیرت نہیں رکھتا مگر نبی کے اعمال کو جو خود بشر ہوتا ہے مشاہدہ کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود.... نے اپنی عربی تصنیف "خطبہ الہامیہ" میں خلافت کا ایک اچھوتا اور نہایت لطیف معنی بیان فرمایا ہے جس کا مفہوم یوں ہے کہ جب انسان خدا کی ذات میں فنا ہو کر اور تخلق باخلاق اللہ کر کے خدا کی صفات کا کامل مظہر بن جاتا ہے تو ان اخلاق و صفات کے لحاظ سے وہ خدا کا قائمقام بن جاتا ہے۔ ایسے شخص کو "خلیفۃ اللہ" کہتے ہیں۔ اور کچھ انبیاء، صدیقین، اہل علم و درایت اور اصحاب قرب و ولایت کو دیا جاتا ہے۔ اسے بھی ان سب کا وارث بنایا جاتا ہے تاکہ اس کے لئے "مقام وراثت و خلافت" متحقق ہو سکے۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ 10)

6۔ نبی کے جانشین کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔ یہ خلافت دو طرح کی ہوتی ہے۔ خلافت انتظامی مثلاً جب حضرت موسیٰؑ موعود راتوں کے لئے طور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے حضرت ہارون کو فرمایا اخلفنی فی قومی واصلح۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"حضرت ہارونؑ خود نبی تھے اور اس وقت سے قبل نبی ہو چکے تھے۔ پس یہ خلافت جو حضرت موسیٰؑ نے انہیں دی..... اس کے معنے صرف یہ تھے کہ وہ حضرت موسیٰ کی غیر حاضری میں ان کی قوم کا انتظام کریں اور قوم کو اتحاد پر قائم رکھیں اور فساد سے بچائیں۔ جہاں تک اس خلافت کا تعلق ہے یہ .... خلافت انتظامی تھی"۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 305)

(II) اسی طرح جب ایک نبی کسی نبی کی وفات کے بعد اس کا خلیفہ بنتا ہے تو یہ خلافت "خلافت نبوت" ہوتی ہے۔ یعنی ایک سابق نبی کی امت کی درستی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ ایک اور نبی کو مبعوث فرماتا ہے جو پہلے نبی کی شریعت کو ہی جاری کرتا ہے اور کوئی نئی شریعت جاری نہیں کرتا۔ پس جہاں تک شریعت کا تعلق ہوتا ہے وہ پہلے نبی کے کام کو قائم رکھنے والا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے پہلے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے مگر عہدہ کے لحاظ سے وہ پہلے نبی کا مقرر کردہ نہیں ہوتا نہ اس کی امت کا مقرر کردہ ہوتا ہے بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مقرر کیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰؑ تک جس قدر انبیاء آئے وہ خلافت نبوت پر سرفراز تھے۔ یہ مضمون ہمیں حدیث نبویؐ میں بھی ملتا ہے چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے:۔

"کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء۔ کلما ھلک نبی خلفہ نبی"۔ (بخاری کتاب الانبیاء)

7۔ ساتواں معنی جس کے لئے قرآن مجید نے "خلیفہ" کا لفظ استعمال فرمایا ہے یہ ہے کہ ایک غیر نبی کسی نبی کی جانشینی کرے۔ عیسائیوں میں حضرت عیسیٰؑ کے بعد سے لے کر آج تک جو خلافت کی شکل چل رہی ہے (اور اب

حضرت عیسیٰؑ کے جانشین کو "پوپ" کہتے ہیں) وہ بھی اسی کی مثال ہے اور آنحضورؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے جو دور شروع ہوا وہ اس کی روشن ترین مثال ہے۔

نمبر 6 اور نمبر 7 میں جو خلافت کے معنے بیان کئے گئے ہیں ان کا ذکر قرآن مجید میں یوں ملتا ہے:۔

انا انزلنا التورٰة فیها هدًی و نور. یحکم بها النبیّون الذین اسلموا للذین هادوا والربانیّون والاحبار بمااستحفظوا من کتب الله و کانوا علیه شهدآء. (المائده ۴۵)

یعنی ہم نے تورات اتاری تھی جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اس تورات کے ذریعہ بہت سے نبی جو موسیٰ کے فرمانبردار تھے اور اسی طرح ربانی لوگ اور احبار بھی، بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا، یہود کے درمیان فیصلے کرتے تھے اور یہ انبیاء اور ربانی اور احبار تورات پر بطور نگران مقرر تھے۔

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

1۔ حضرت موسیٰ کے بعد کچھ انبیاء ایسے تھے جن کا کام حضرت موسیٰ کی شریعت کا قیام تھا اور وہ حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ تھے۔

2۔ ان انبیاء کے علاوہ کچھ اور غیر نبی لوگ بھی جو ربانی اور احبار تھے اس کام پر مقرر تھے۔ ان کو ہم مجدّدین کہہ سکتے ہیں۔

گویا معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد انبیاء اور مجددین کا ایک لمبا سلسلہ حضرت موسیٰؑ کے خلفاء کے طور پر چلتا رہا جن کا کام "احیاء واقامتِ شریعت موسویہ" تھا۔

اس کے علاوہ بنی اسرائیل کو ایک تیسری قسم کی خلافت بھی عطا کی گئی تھی اور وہ یہ کہ گذشتہ قوموں کی جگہ ان کو دنیا میں غلبہ و حکومت عطا کی گئی تھی (اور پہلوں سے شان و شوکت چھین کر ان کو دی گئی تھی)۔

خدا تعالیٰ نے سورۃ النور میں آیت استخلاف میں مسلمانوں سے ان تینوں قسم کی خلافتوں کا وعدہ کیا تھا جو کہ ایمان اور عمل صالح سے مشروط تھا۔ اگر مسلمان اس شرط پر قائم رہتے تو ہمیشہ کے لئے ان کی شان و شوکت قائم رہتی۔

کیا آج آپ نے

- پانچ وقت کی نماز "بیت الذکر" میں ادا کی؟
- کلام پاک کی تلاوت کی؟
- دعوت الی اللہ کا کوئی کام کیا؟
- خدمت خلق کا کوئی کام کیا؟
- مجلس کا کوئی کام کیا؟
- حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب کا مطالعہ کیا؟
- "الفضل" یا جماعتی رسائل کا مطالعہ کیا؟

خلافتِ احمدیہ
الٰہی نوشتوں اور پیشگوئیوں کے آئینہ میں

(مکرم چوہدری ظفر اللہ خان طاہر صاحب)

خلافت احمدیہ سے مراد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے بعد آپ کے جانشینوں کے سلسلہ کا جاری ہونا ہے۔ اس موقع پر صرف ان پیشگوئیوں کو قارئین کے سامنے پیش کرنا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قدرت ثانیہ کا قیام اور اس کا اجراء محض اتفاقی حادثہ نہ تھا بلکہ یہ خداوند کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر تھی۔ درحقیقت یہ منصوبہ اللہ تعالیٰ کا اٹل منصوبہ تھا جس نے بہر طور قائم ہونا تھا۔ اس کے قیام کے متعلق ہزاروں سال سے اللہ کے مقبول بندے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر بتاتے چلے آئے ہیں۔

1۔ چنانچہ یہود کی شریعت کی کتاب "طالمود" میں لکھا ہے:۔

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔ اس رائے کے ثبوت میں یسعیاہ باب 42 آیت 4 کو پیش کیا جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وہ ماند نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے"۔ (طالمود مرتبہ جوزف برکلے باب پنجم مطبوعہ لندن 1878ء)

اس پیشگوئی میں دو باتوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ اول یہ کہ مسیح موعود کے بعد اس کی خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا۔ دوم یہ کہ اس کی ذریت یعنی بیٹوں اور پوتوں میں سے اس کے جانشین ہوں گے اور اس کی الٰہی سلطنت کے وارث بنیں گے۔

2۔ حضرت زرتشت علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل ایران میں گزرے ہیں۔ ان کے مذہب کے مجدد ساسان اول نے زرتشتی مذہب کے صحیفہ دساتیر میں درج ذیل عظیم الشان پیشگوئی فارسی زبان میں درج کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"پھر شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر خود شارع کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اسے پہچان نہ سکے گا...... اور ان کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے..... جب ایسا ہوگا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ اگر زمانہ میں سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو تیرے لوگوں سے (فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو تیری گمشدہ عزت و

آبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ میں پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت یا قدرت اولیٰ و قدرت ثانیہ) تیری نسل سے نہیں اٹھاؤں گا"۔ (سفرنگ دساتیر صفحہ 190 ملفوظات حضرت زرتشت مطبوعہ 1280ھ مطبع سراجی دہلی بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 67)

اس پیشگوئی میں درج ذیل امور کا صراحتاً ذکر ہے۔

1۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد دین تفرقوں کا شکار ہو جائے گا یعنی بہت فرقے ہو جائیں گے۔

2۔ ان فرقوں کی باہمی رنجشیں دشمنیوں کا رنگ اختیار کر جائیں گی اور بڑھتی چلی جائیں گی۔

3۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ فارسی الاصل شخص کو اصلاح کے لئے کھڑا کرے گا۔

4۔ اس فارسی الاصل شخص کی بعثت اٹل تقدیر ہے۔

5۔ اس کے بعد اس کی خلافت کا سلسلہ چلے گا۔ اس کے جانشین اس کی نسل میں سے بھی ہوں گے۔

(3) پیشگوئیوں میں سب سے زیادہ عظیم الشان پیشگوئیاں اس ضمن میں سرکار دو جہاں سرور انبیاء خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔ آپؐ نے کئی طرز پر اس سلسلہ کے جاری ہونے کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ ایک طرف تو آپؐ نے آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا (مسلم کتاب الفتن باب خروج الدجال) دوسری طرف فرمایا کہ ہر نبوت کے بعد خلافت جاری ہوتی ہے (کنز العمال جلد نمبر 11 صفحہ 259 حرف الفاء کتاب الفتن مطبوعہ بیروت 1979ء)۔ ان دونوں باتوں کو ملانے سے یہ قطعی اور منطقی نتیجہ سامنے آتا ہے کہ مسیح موعود... کے بعد بھی اس کی خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا۔

(4) ایک اور موقع پر آپ نے اس کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:-

"تم میں نبوت رہے گی جب تک خدا چاہے گا پھر خدا تعالیٰ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر خلافت ہوگی اسی نبوت کے طریق پر جب تک خدا چاہے گا (ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون) پھر اس کے بعد خدا اٹھا لے گا۔ پھر سخت بادشاہت ہوگی جب تک خدا چاہے گا پھر اسے بھی خدا تعالیٰ اٹھا لے گا۔ پھر جبر اور زبردستی کی بادشاہت ہوگی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اسے بھی خدا تعالیٰ اٹھا لے گا۔ پھر خلافت ہوگی نبوت کے طریق پر (ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ) پھر آپؐ خاموش ہوگئے۔ (مشکوٰۃ مجتبائی آخر کتاب الرقاق باب الانذار والتنذیر صفحہ 461۔ مطبوعہ مطبع القیومی کانپور ناشر محمد عبدالقیوم کلکتہ)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل ادوار کا ذکر فرمایا۔ اول دور نبوت، دوم دور خلافت، سوم دور ملوکیت یعنی بادشاہت (ملکاً عاضاً)، چہارم دور جبریہ (ملکاً جبریہ)، پنجم خلافت علیٰ منہاج النبوۃ۔

(5) مسیح موعود کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"مسیح تشریف لا کر شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوگی"۔ (مشکوٰۃ مجتبائی کتاب الفتن صفحہ 480 باب

نزول عیسیٰ علیہ السلام مطبوعہ مطبع القیومی کانپور ناشر محمد عبدالقیوم کلکتہ)

اس میں واضح پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کی شادی بھی عام لوگوں سے ممتاز نوعیت کی ہوگی اور اس کے بعد اس کی جانشین اس کے ہم رنگ اس کی اولاد ہوگی۔ ورنہ یہ کوئی قابل ذکر بات نہ تھی کیونکہ عام لوگ شادیاں بھی کرتے ہیں اور اولاد بھی پیدا ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو جب بھی اولاد کی خوشخبری دیتا ہے تو اس سے مراد عظیم الشان اولاد ہوا کرتی ہے جو کہ اپنے باپ کی حقیقی جانشین بن سکے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود.... فرماتے ہیں:۔

ففی هذا اشارة الی ان الله یعطیه ولدا صالحا یشابه اباه ولا یاباه ویکون من عبادالله المکرمین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷۸ حاشیہ)

یعنی اس حدیث مبارکہ (یتزوج و یولد) میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسیح موعود کو ایک صالح بیٹا عطا فرمائے گا جو کہ اپنے والد کے مشابہ ہوگا اور اس کا نافرمان نہ ہوگا اور اللہ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس میں پیشگوئی تھی کہ:۔

1۔ مسیح موعود کی ایک شادی خاص اور ممتاز رنگ اپنے اندر رکھتی ہوگی۔

2۔ اس کے ہاں اولاد ہوگی۔

3۔ اس کی اولاد اپنے باپ کی حقیقی جانشین ہوگی۔

(6) حضرت نعمت اللہ ولی جو کہ مسلمہ صاحب کشف و الہام بزرگ گزرے ہیں مسیح موعود کے تذکرے میں فرماتے ہیں:۔

"دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم"

(الاربعین فی احوال المہدیین از حضرت شاہ اسماعیل شہید مطبوعہ نومبر 1851ء مصری گنج کلکتہ)

ترجمہ یہ ہے کہ جب مہدی مسعود و مسیح موعود کا دور مکمل ہو جائے گا اور گزر جائے گا اس کے بعد اس کا بیٹا بطور یادگار کے رہ جائے گا۔

اس پیشگوئی میں حضرت نعمت اللہ صاحب نے درج ذیل باتیں بیان فرمائی ہیں:۔

1۔ مہدی مسعود کے بعد اس کی خلافت یعنی جانشینی کا سلسلہ چلے گا۔

2۔ اس کے جانشینوں میں سے اس کا بیٹا عظیم الشان جانشین ہوگا جو اس کی یادگار ہوگا۔

(7) حضرت مسیح موعود... نے اپنے بعد اپنی خلافت کے جاری ہونے اور پھر جاری رہنے کا بڑے پرشوکت الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

حضور سبز اشتہار میں فرماتے ہیں:۔

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین وائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شقین ظہور میں آجائیں"۔

(سبز اشتہار صفحہ 16 حاشیہ روحانی خزائن جلد نمبر 2 صفحہ 462 حاشیہ)

اس پیشگوئی میں حضرت مسیح موعود... نے بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے کہ آپ کی اولاد کے ذریعہ انزال رحمت کے دونوں طریق "نبوت اور امامت" پورے ہوں گے۔ یعنی آپ کی اولاد آپ کے بعد آپ کی جانشین ہوگی اور یہ اللہ کی رحمت کا ثبوت ہوگا۔

پھر آپ اپنی تصنیف لطیف حمامۃ البشریٰ میں فرماتے ہیں:۔

"ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفة من خلفائه الی الارض دمشق" (حمامة البشریٰ صفحه ۵۹ روحانی خزائن جلد نمبر ۷ صفحه ۲۲۵)

یعنی پھر مسیح موعود یا اس کے جانشینوں میں سے کوئی جانشین دمشق کی سرزمین کی طرف سفر کرے گا۔

اس میں دو پیشگوئیاں ہیں:۔

اول آپ کے بعد آپ کے جانشینوں کا سلسلہ جاری ہوگا۔

دوم ان میں سے کوئی جانشین دمشق کی سرزمین کی طرف سفر کرے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی

اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی کو ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہوں اس کی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔

.... سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی

خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔ (رسالہ الوصیت صفحہ 6-7 روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 304-305)

اس میں حضرت مسیح موعود..... نے درج ذیل امور بیان فرمائے ہیں:-

اول:- قدرت اولیٰ (سلسلہ نبوت) کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت ہے۔

دوم:- آپ کے بعد قدرت ثانیہ (خلافت) کا قیام ہوگا۔

سوم:- یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔ انشاء اللہ

(8) حضرت مسیح موعود..... نے نہ صرف یہ کہ اپنے بعد قدرت ثانیہ کے قیام کا ذکر بطور پیشگوئی فرمایا بلکہ قدرت ثانیہ کے مظہر اول الحاج حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی کا کئی رنگ میں تعریفی ذکر فرما کر اپنے جانشین ہونے کا اشارہ فرمایا۔ مثلاً فرمایا:-

چہ خوش بودے اگر ہریک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ:-

یتبعني كما يتبع حركة النبض حركة النفس
یعنی وہ میری اس طرح اطاعت کرتے ہیں جس طرح کہ نبض دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔ الغرض یہ واضح اشارات اس طرف راہنمائی کرتے کہ آپ کے بعد آپ کے جانشین یہی وجود ہوں گے۔

(9) حضرت خلیفہ المسیح الاول نوراللہ مرقدہ نے اپنے بعد کے جانشین کے متعلق بڑے واضح رنگ میں پیشگوئیاں فرمائیں۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"ایک نکتہ قابلِ یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکتا وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمہ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان سے مجھے بہت محبت ہے۔ 78 برس تک انہوں نے خلافت کی۔ 22 برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھو میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کی ہے"۔ (بدر 27 جولائی 1910ء بحوالہ خطبات نور)

1911ء میں جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے ایک وصیت لکھی اور اپنے ایک شاگرد کے سپرد کر دی۔ اس میں آپ نے لکھا:-

.....(جانشین)۔ محمود

صحت ہونے پر آپ نے اس وصیت کو جو بند تھی پھاڑ دیا۔ (نبوت و خلافت صفحہ 34)

(10) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہوا) نے اپنے بعد تیسرے مظہر قدرت ثانیہ ہونے کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:-

"پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ..... (تیسرا مظہر قدرت ثانیہ) بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"۔ (تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جلسہ سالانہ مورخہ 28 دسمبر 1956ء صفحہ 18)

اس میں بتایا گیا کہ:-

اول:- قدرت ثانیہ کے بعد تیسرا مظہر قدرت ثانیہ بھی ہوگا۔

دوم:- حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی۔

سوم:- خدا تعالیٰ ان حکومتوں کو ان کے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ فرمائے گا بلکہ جانشین اور اس کی جماعت کامیاب ہوگی۔

ایک اور موقع پر آپ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:-

مرا ناصر مرا فرزند اکبر
ملا ہے جس کو حق سے تاج و افسر
(کلام محمود)

اس میں بھی واضح طور پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو تاج و افسر ملنے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔

(11) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نوراللہ مرقدہ مرقدہ کے بعد الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت احمدیہ کے مظہر رابع منتخب ہوئے اور اسی طرح:- "

وعدہ استخلاف کا پورا ہوا پھر شان سے
ہر دل مومن کا غم بدلا ہے اطمینان سے
(نظم مکرم سید ادریس صاحب عاجز مطبوعہ الفضل 21 جون 1982ء)

یوں پھر اک بار ہوا پورا نوشتہ حق کا
یوں باذن اللہ نئے دور کا آغاز ہوا
(نظم مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے۔ الفضل 8 جولائی 1982ء)

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انہی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت احمدیہ کے مظہر رابع بنائے گئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ آپ نے آئندہ کے لئے پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:-

"آئندہ انشاءاللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ کوئی بدخواہ اب..... (خلافت احمدیہ) کا بال بیکا نہیں کرسکتا اور جماعت اسی شان سے ترقی کرے گی۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ جون 1982ء مطبوعہ الفضل 20 جون 1982ء صفحہ 8)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قدرت ثانیہ کی ان برکات کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے اور ہمیں اس عظیم امانت کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

ایمان لانے والوں سے خلافت کا وعدہ
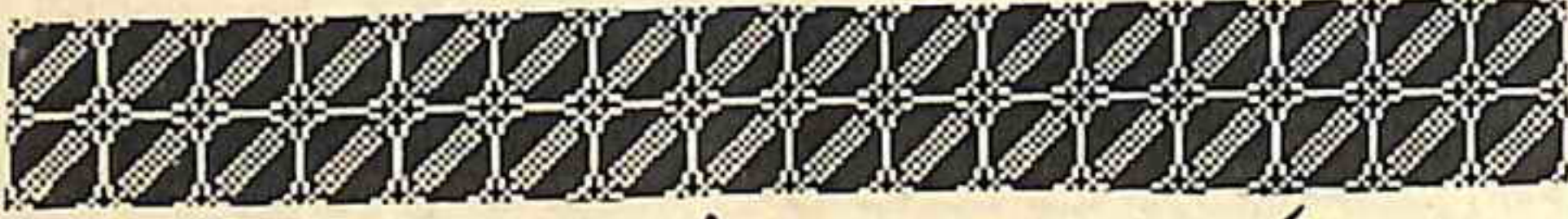
(بشکریہ ہفت روزہ "مہارت"۔ مضمون :۔ ثناء اللہ بلتستانی)

"ہمارے ملک میں کچھ عرصے سے بعض حلقے قیام خلافت کے لئے تحریک چلا رہے ہیں اور اس کے لئے بہت زور و شور سے کام بھی کر رہے ہیں۔

خلافت ایک بہت ہی مقدس منصب اور نظام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ انہی قوموں کو عطا کرتا ہے جو صحیح رنگ میں احکامات خداوندی کو بجالاتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔

"اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے"۔ (سورۃ النور آیت 56)

قرآن پاک کی اس آیت میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم مناسب حال عمل کرتے رہے، تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں کو خلافت کی نعمت عطاء کی گئی تھی اسی طرح تمہیں بھی خلافت کی نعمت عطاء کی جائے گی۔

یہاں اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم زمین میں خلافت کے لئے مطالبے شروع کردو۔ اس کے لئے جلسے، بڑی بڑی کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کرو، جلوس نکالو اور لوگوں کو بتاؤ کہ ہم نے خلافت کا نظام قائم کرنا ہے تو تب ہم تمہیں خلافت دیں گے۔ کیونکہ خلافت کوئی دنیاوی منصب تو ہے نہیں۔ یہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ہے جو اس کی مستحق ہوں۔

تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ کسی فرد یا قوم نے خلافت کا مطالبہ یا خواہش ظاہر کی ہو۔ خلافت کے لئے جلسے کئے ہوں تو ان کو خلافت ملی ہو کیوں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس میں انسانی ہاتھ بالکل نہیں ہوتا۔ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو خلافت عطاء کرتا ہے اور جس کے نتیجے میں وہ قوم صحیح رنگ میں خلافت کے نظام کی حفاظت کرتی

ہے تو خدا تعالیٰ بھی ان پر رحم کرتا چلا جاتا ہے۔

خلافت کے ساتھ اطاعت کا بہت بڑا رشتہ ہے۔ جب تک مسلمانوں میں اطاعت کا جذبہ موجزن رہا خدا تعالیٰ نے ان کو ہر میدان میں سرخروئی عطاء فرمائی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جذبہ اطاعت کمال درجے کو پہنچا ہوا تھا۔ جب بھی اور جس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم دیتے، صحابہؓ اسی وقت اس حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ ہم اس کام کو کر بھی سکتے ہیں کہ نہیں۔ جب بھی مال کی قربانی کا حکم ہوتا یا جان کا یا جذبات کی قربانی کا ہر وقت صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لئے تیار رہتے۔ اور اس اطاعت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ایسی طاقت عطاء فرمائی کہ جنگوں میں اپنے سے کئی کئی گنا بڑی اور انتہائی طاقتور فوجوں سے لڑنے کے لئے یہ عہد کر رہے ہوتے تھے کہ یا رسول اللہؐ ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے، پیچھے بھی لڑیں گے، دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے۔

اسی طرح اطاعت کے نمونے آپؐ کے بعد خلفاء راشدین کے عہد میں بھی ملتے ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ مسلمانوں نے تعداد میں کم اور بے سروسامان ہونے کے باوجود دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ یہ صرف اور صرف خلافت کی برکت اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت پر کامل ایمان ہی کا نتیجہ تھا جو خلافت نے ان لوگوں میں پیدا کی تھی۔ پھر یہ کہ خلافت کے نتیجے میں پوری قوم ایک جسم اور ایک جان کی مانند ہو جاتی ہے اور جس طرح جسم کے ایک عضو کو ذرا سی چوٹ لگ جائے تو سارا بدن بے چین ہو جاتا ہے اسی طرح جب ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے سارے مسلمان بے چین ہو جاتے ہیں۔

خلیفہ وقت کو اپنے سارے اطاعت کرنے والوں کا علم ہوتا ہے اور انکے دکھ سکھ کا بھی شدت سے احساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی خلیفہ وقت کی دعاؤں کو زیادہ قبولیت بخشتا ہے۔ خلافت کے روحانی رشتے سے منسلک ہونے کی وجہ سے دنیا کے ایک کونے کے مسلمان دوسرے کونے کے مسلمانوں کے لئے خواہ وہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہو درد رکھتے ہیں۔

جب تک مسلمانوں میں خلافت کا بابرکت اور مقدس نظام جاری رہا مسلمانوں نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی اور پوری دنیا پر چھا گئے۔ لیکن جوں جوں مسلمانوں نے خلافت کی قدر کرنا چھوڑ دی اور اطاعت و فرمانبرداری کا مسئلہ بھی مسلمانوں میں سے ختم ہوتا گیا تب خدا تعالیٰ نے خلافت کا بابرکت نظام بھی مسلمانوں سے چھین لیا۔ کیونکہ قرآن کریم کی جس آیت میں جہاں نیک عمل کے نتیجے میں خلافت کی برکت عطاء کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ "جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں قرار دیئے جائیں گے"۔

پس جو نافرمان ہو جائیں پھر ان کو کس طرح اللہ تعالیٰ نعمتیں عطاء کر سکتا ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ ان قوموں کی حفاظت کر سکتا ہے؟ یہی ہوا جب خلافت ختم ہوئی تو آہستہ آہستہ مسلمانوں میں نفاق بڑھتا گیا۔ محبت و بھائی چارے اور

اخوت کی فضا بھی ختم ہوتی گئی۔ لہٰذا جن قوموں سے خدا تعالیٰ خلافت کی برکت چھین لیتا ہے تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے اور ہر کام پر ناکامی و نامرادی ان پر مسلط ہو جاتی ہے۔

آج کل بھی خلافت سے محرومی کی ہی وجہ سے مسلمان دھڑا دھڑ فرقوں میں بٹ رہے ہیں اور ہر فرقہ دوسرے فرقے کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے خون کا پیاسا ہے۔ ایک دوسرے کی عزت کا کسی کو بھی خیال نہیں۔ ایمان بالکل اٹھ چکا ہے۔ اب جبکہ دو فرقے اکٹھے نماز پڑھنے کے لئے بھی تیار نہیں، ایک دوسرے کی امامت قبول نہیں یہاں تک کہ بعض فرقے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور اسلام دشمن عناصر ہر لمحہ ہر آن اور ہر وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور مسلمان حکومتوں کے خاتمے کے لئے کوشش کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود مسلمان اسلام دشمن کے ان عزائم کو جان کر ان سے بچنے اور مقابلہ کرنے کی بجائے خود ان اسلام دشمن عناصر کا آلہ کار بن رہے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر دوسرے مسلمان بھائیوں کی تباہی کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ تو کیا ایسے لوگوں میں خلافت کے نظام کا قیام ممکن ہے؟؟؟

کیونکہ خدا تعالیٰ نے تو ان لوگوں میں خلافت کے قیام کا وعدہ کیا ہے جو تقویٰ کی راہوں پر چل رہے ہوں اور اعمال صالحہ بجالا رہے ہوں۔ تو ان حالات میں کیا ہماری قوم خلافت کی مستحق ہے؟ اگر بالفرض خلافت کے قیام کے لئے کچھ لوگ راضی بھی ہو جائیں تو کیا ایک شخص کو خلیفہ بنانے پر سارے فرقے متحد ہو جائیں گے اور یہ خلافت کیسی ہوگی۔ صرف پاکستان کے لئے ہوگی یا ساری دنیا کے لئے۔ اگر ساری دنیا کے لئے ہوگی تو کیا سارے اسلامی ممالک اسے قبول کریں گے؟۔

میرے خیال میں اب جبکہ خلافت کا مفہوم واضح ہو چکا ہے اور یہ بھی جیسا کہ لوگ جانتے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اس میں انسان کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ پہلے خود بھی اور دوسروں کو بھی خلافت کے بابرکت نظام کا اہل بنایا جائے۔ یعنی پہلے اپنے اور دوسروں کے اندر وہ خصوصیات پیدا کی جائیں جن کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے خلافت کا انعام دینے کا وعدہ کر رکھا ہے"۔

درخواستِ دعا

اسیرانِ راہِ مولیٰ عرصہ دراز سے محض للہ قید و بند کی صعوبتوں میں مُبتلا ہیں۔ نیز ان کے جملہ لواحقین محض اس وجہ سے پریشانیوں اور مشکلات میں ہیں۔ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے ان اسیر بھائیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں اور اسیران کے جملہ عزیزان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان پریشانیوں اور ابتلاؤں سے جلد نجات دے۔ (ادارہ)

فرید احمد نوید

نعت

(یہ نعت جامعہ احمدیہ میں منعقد نعتیہ مقابلے میں اوّل قرار پائی)

یہ عالم پھر معطر ہو گیا ہے   کہیں پھر تذکرہ تیرا ہوا ہے

تری ہر بات دنیا سے الگ ہے   ترا انداز' عالم سے جدا ہے

لباسِ آدمیت پارہ پارہ   ترے نازک سے ہاتھوں نے سیا ہے

جہاں جبریل کے شہپر جلے تھے   وہ تیرے مرتبے کی ابتداء ہے

تجھی سے روشنی شمس و قمر کی   ترے دم سے ستاروں میں ضیاء ہے

منور کر دیئے افلاک جس نے   دیا اک وہ بھی دنیا میں جلا ہے

ترے آنسو زمانے کی پناہیں   ترے اشکوں سے دنیا کی بقا ہے

جو تیرے ساتھ گزرے زندگی ہے   جدا تجھ سے رہوں تو اک سزا ہے

ترا ہر دور تیرا ہر زمانہ   تری خاطر یہ سب عالم بنا ہے

ترے پیکر میں سب کی خوبیاں ہیں   تو سردارِ جمیعِ انبیاء ہے

زمانہ سوچتا ہو گا کسی کو   ترا عاشق تجھی کو سوچتا ہے

میں تنہا تھا تری یادوں کا موسم   مجھے کچھ اور تنہا کر گیا ہے

ہر اک عاشق ترا ہنستا چہکتا   تری خاطر سرِ مقتل گیا ہے

ترا دیں وہ شجر ہے جس کی خاطر   ہر اک موسم بہار خوشنما ہے

محبت کا مسافر ہر نگر میں   محبت بانٹتا ہی جا رہا ہے

جو سب پھولوں سے بڑھ کر دل نشیں ہے   وہ گل مکہ کے صحرا میں کھلا ہے

میں اپنے زخم لے کر چل رہا ہوں
وہ مرہم لے کے رستے میں کھڑا ہے

"قدرتِ ثانیہ" کے چوتھے مظہر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اور آپ کی تحریکات

(مرتبہ:۔ فرید احمد نوید صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مصلح موعود کی حرم ثالث حضرت سیدہ ام طاہر مریم بیگم صاحبہ کے بطن مبارک سے 18 دسمبر 1928ء کو پیدا ہوئے۔

آپ نے 1944ء میں تعلیم الاسلام ہائی اسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی تک تعلیم حاصل کی۔ پھر پرائیویٹ طور پر بی اے کا امتحان پاس کیا اور 7 دسمبر 1949ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لے لیا۔

1953ء میں امتیازی شان کے ساتھ شاہد کی ڈگری حاصل کی اور پھر مزید تعلیم کے لئے حضرت مصلح موعود کی معیت میں اپریل 1955ء میں یورپ تشریف لے گئے۔

14 اکتوبر 1957ء کو واپس ربوہ پہنچے۔ آپ کے ہمراہ سید میر محمود احمد صاحب ناصر بھی تھے۔ یورپ سے واپسی کے بعد آپ خاص طور پر خدمات دینیہ میں مصروف ہوگئے۔

12 نومبر 1958ء کو حضرت مصلح موعود نے آپ کو وقف جدید کی عظیم الشان تنظیم کا ناظم ارشاد مقرر فرمایا۔

ان فرائض کے ساتھ ساتھ آپ نے نومبر 1960ء سے 1966ء تک نائب صدر خدام الاحمدیہ کے فرائض انجام دیئے۔

جلسہ سالانہ 1960ء میں آپ نے پہلی مرتبہ خطاب فرمایا جس کا عنوان تھا "تحریک وقف جدید کی اہمیت"

نومبر 1966ء سے نومبر 1969ء تک آپ صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

یکم جنوری 1970ء کو آپ کی مصروفیتوں میں ایک اہم اضافہ ہوا اور فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر کے اہم فرائض آپ کے سپرد کئے گئے۔

1974ء میں آپ نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں جماعت کے موقف کو واضح کرنے کے لئے جانے والے وفد میں شمولیت کی سعادت پائی۔

یکم جنوری 1979ء کو آپ صدر مجلس انصاراللہ کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

1980ء میں احمدیہ آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن کے سرپرست مقرر ہوئے اور اسی سال آپ نے

پہلی بار بیت المبارک میں درس رمضان دیا۔

8 اور 9 جون کی درمیانی شب حضرت خلیفہ المسیح الثالث وفات پا گئے اور اگلے روز 10 جون 1982ء کو حضرت مصلح موعود کی مقرر کردہ مجلس انتخاب خلافت کے ذریعے خدا تعالیٰ نے آپ کو مقام خلافت پر سرفراز فرمایا۔ اور تب سے لے کر آج تک آپ بڑی شان کے ساتھ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ اس عظیم جماعت کے عظیم روحانی سربراہ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے اور صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دور خلافت کی اہم تحریکات کا ایک جائزہ

1۔ 13 جون 1982ء کو حضور انور نے فلسطینی مسلمانوں کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کی۔

2۔ 9 جولائی 1982ء کو حضور نے مقدمات میں ملوث احمدی احباب کے لئے دعاؤں کی تحریک کی۔

3۔ 18 جولائی 1982ء کو شرک کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کی تحریک کی۔

4۔ 18 اکتوبر 1982ء کو حضور انور نے جماعت کے نابینا افراد کو مفید وجود بن کر زندگی گزارنے کی تحریک کی۔

5۔ 18 اکتوبر 1982ء ہی کو آپ نے احمدی احباب کو سپین میں وقف عارضی کی تحریک کی۔

6۔ 24 اکتوبر 1982ء کو آپ نے جماعت کو کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

7۔ 29 اکتوبر 1982ء کو آپ نے غرباء کے لئے گھر بنانے یعنی "بیوت الحمد سکیم" کی تحریک فرمائی۔

8۔ 5 نومبر 1982ء کو آپ نے دفتر اول و دوم تحریک جدید کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک کی۔

9۔ 5 نومبر 1982ء ہی کو آپ نے انصاراللہ کو وقف کی تحریک کی۔

10۔ 12 نومبر 1982ء کو آپ نے اصلاح معاشرہ کی تحریک کی۔

11۔ 19 نومبر 1982ء کو آپ نے احباب کو قیام نماز کی تحریک کی۔

12۔ 2 دسمبر 1982ء کو آپ نے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات تیار کرنے کے لئے تحریک کی۔

13۔ 15 دسمبر 1982ء کو حضور نے امریکہ میں پانچ نئے مشنز اور بیوت کے لئے تحریک کی۔

14۔ 17 دسمبر 1982ء کو آپ نے مرکز کے دوکانداروں کو اصلاح اخلاق کی تحریک کی۔

15۔ 27 دسمبر 1982ء کو حضور نے الفضل اور ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس ہزار کرنے کی تحریک کی۔

16۔ 27 دسمبر 1982ء ہی کو آپ نے احمدی خواتین کو بے پردگی کے خلاف جہاد کرنے کی تحریک فرمائی۔

17۔ 28 جنوری 1983ء کو آپ نے تمام احمدی احباب کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک کی۔

18۔ 20 اپریل 1983ء کو آپ نے کینیڈا میں نئے مشنز اور بیوت بنانے کی تحریک کی۔

19۔ 24 جون 1983ء کو رمضان میں بکثرت دعائیں

کرنے کی تحریک کی۔

20۔ 12 جولائی 1983ء کو آپ نے عیدالفطر کے موقع پر غرباء کو اپنی خوشیوں میں شامل کرنے کی تحریک کی۔

21۔ 19 اگست 1983ء کو دورہ آسٹریلیا کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک کی۔

22۔ 16 دسمبر 1983ء کو حضور انور نے بد رسومات کے خلاف جہاد کی تحریک کی۔

23۔ 4 فروری 1984ء کو آپ نے جلسہ سالانہ کے لئے پانچ سو دیگیں مہیا کرنے کی تحریک کی۔

24۔ 18 مئی 1984ء کو دو نئے یورپی مراکز انگلستان اور جرمنی میں بنانے کی تحریک کی۔

25۔ 9 نومبر 1984ء کو آپ نے حبشہ کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے مدد کی تحریک کی۔

26۔ 11 نومبر 1984ء کو آپ نے تحریک کی کہ احمدی بچے قرآن کریم حفظ کریں۔

27۔ 7 جون 1985ء کو آپ نے پاکستان کے لئے دعا کی تحریک کی۔

28۔ 12 جولائی 1985ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نستعلیق کتابت کے لئے کمپیوٹر کی تحریک کی۔

29۔ 25 اکتوبر 1985ء کو حضور نے تحریک جدید کے دفتر چہارم کا آغاز فرمایا۔

30۔ 15 نومبر 1985ء کو اسیران راہ مولیٰ کے لئے دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔

31۔ 27 دسمبر 1985ء کو آپ نے وقف جدید کی تحریک کو ساری دنیا تک وسیع کرنے کا اعلان فرمایا۔

33۔ 27 دسمبر 1985ء کو آپ نے سندھی احمدی زمینداروں کو وقف عارضی کی تحریک کی۔

34۔ 10 جنوری 1986ء کو آپ نے شہد پر تحقیق کرنے کی تحریک فرمائی۔

35۔ 14 مارچ 1986ء کو حضور انور نے سیدنا بلال فنڈ کا آغاز فرمایا۔

36۔ 28 مارچ 1986ء کو بھارت میں مقامات مقدسہ کی حفاظت و توسیع کرنے کے متعلق تحریک فرمائی۔

37۔ 28 جون 1986ء کو آپ نے جلسہ سالانہ 1986ء کے موقع پر انگلستان کی جماعت کو گھر پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔

38۔ 8 اگست 1986ء کو حضور نے جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ منانے کی تحریک فرمائی۔

39۔ 22 اگست 1986ء کو آپ نے تحریک شدھی کے خلاف از سر نو جہاد کی تحریک فرمائی۔

40۔ 17 اکتوبر 1986ء کو آپ نے ایل سلواڈور میں زلزلہ سے متاثر افراد کے لئے نیز یتامیٰ کے لئے امداد کی تحریک فرمائی۔

41۔ 16 جنوری 1987ء کو آپ نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر کے لئے عالمی لجنات، انجمنوں اور مردوں کو چندہ دینے کی تحریک فرمائی۔

42۔ 23 جنوری 1987ء کو آپ نے نئے برسر روزگار آنے والے احمدیوں کو اور نئے ممالک کی جماعتوں کو صد سالہ جوبلی میں شامل کرنے کی تحریک کی۔

43۔ 30 جنوری 1987ء کو حضور انور نے ہر احمدی خاندان

کو صد سالہ جوبلی سے پہلے مزید ایک خاندان خدا کے حضور پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔

44۔ 6 فروری 1987ء کو آپ نے جوبلی سے قبل ہر ملک کو ایک عمارت تعمیر کرنے کی تحریک فرمائی۔

45۔ 30 مارچ 1987ء کو آپ نے احباب جماعت کو جنوبی امریکہ میں وقف عارضی کرنے کی تحریک فرمائی۔

46۔ 3 اپریل 1987ء کو "تحریک وقف نو" کا آغاز فرمایا۔

47۔ 4 دسمبر 1987ء کو آپ نے اسیران راہ مولیٰ کی خاطر ساری دنیا کے اسیران کی بہبود کے لئے کوشش کرنے کی تحریک فرمائی۔

48۔ یکم جنوری 1988ء کو حضور نے جماعت کو نماز جمعہ کی ادائیگی کی طرف غیر معمولی توجہ دلائی۔

49۔ 22 جنوری 1988ء کو آپ نے گیمبیا میں "نصرت جہاں تنظیم نو" کی تحریک کا اعلان فرمایا۔

50۔ 4 اگست 1988ء کو حضور نے سپینش لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے سپینش سیاحوں کی میزبانی کے لئے دنیا بھر کے احمدی احباب کو اپنی خدمات پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔

51۔ 10 فروری 1989ء کو آپ نے تحریک وقف نو میں مزید دو سال کا اضافہ فرما دیا اور کم از کم پانچ ہزار بچے خدا تعالیٰ کے حضور واقفین نو کے طور پر پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔

52۔ 24 فروری 1989ء کو آپ نے احمدی نوجوانوں کو کثرت سے شعبہ صحافت سے منسلک ہونے کی تحریک فرمائی۔

53۔ 2 جون 1989ء کو آپ نے سیرالیون کی مفلوک الحالی دور ہونے کے لئے وہاں کے صدر کی درخواست پر خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

54۔ 7 جولائی 1989ء کو آپ نے تمام احمدی جماعتوں کو واشنگٹن کی بیت الذکر کی تعمیر میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔

55۔ 12 اگست 1989ء کو حضور نے افریقہ اور ہندوستان کے لئے پانچ کروڑ روپے اکٹھے کرنے کی تحریک فرمائی۔

56۔ 24 نومبر 1989ء کو حضور نے ذیلی تنظیموں کو پانچ بنیادی اخلاق کو اپنانے کی تلقین فرمائی۔

57۔ یکم دسمبر 1989ء کو آپ نے واقفین نو بچوں کو کم از کم تین زبانیں (1) مقامی زبان (2) اردو (3) عربی سکھانے کی تحریک فرمائی۔

58۔ جون 1990ء کو حضور نے ایران میں زلزلے کی وجہ سے پھیلنے والی خوفناک تباہی پر جماعت احمدیہ بھارت کو مصیبت زدگان کے لئے امدادی رقوم بھجوانے کی تحریک فرمائی۔

59۔ 15 جون 1990ء کو آپ نے روس کے لئے واقفین زندگی احباب کو آگے آنے کی دعوت دی نیز روسی باشندوں سے رابطہ بڑھانے کی تحریک فرمائی۔

60۔ 3 اگست 1990ء کو آپ نے خلیج کے بحران کا ذکر فرماتے ہوئے عالم اسلام کے مسائل کا ذکر کیا اور ان کے دور ہونے کے لئے جماعت احمدیہ کو خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

61۔ 18 جنوری 1991ء کو آپ نے افریقہ کے فاقہ زدہ

ممالک کے لئے امداد کی تحریک فرمائی اور مرکزی طور پر جماعت احمدیہ کی طرف سے دس ہزار پونڈ کی فوری پیشکش فرمائی۔

62۔ 26 اپریل 1991ء کو آپ نے نائیجیریا، غانا اور سیرالیون میں آئے ہوئے لائبیریا کے مہاجرین کی امداد کی تحریک فرمائی۔

63۔ 18 اکتوبر 1991ء کو آپ نے روس میں دعوت الی اللہ کے لئے کثرت سے وقف عارضی کرنے کی تحریک فرمائی۔

64۔ 26 دسمبر 1991ء کو ہندوستان میں نو احمدیوں کی تربیت کے لئے ریٹائرڈ لوگوں کو زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

65۔ 28 اگست 1992ء کو حضور نے جماعت احمدیہ کے زیر انتظام خدمت خلق کی عالمی تنظیم قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔

66۔ 2 اکتوبر 1992ء کو حضور نے سابق روسی ریاستوں میں مختلف شعبوں کے ماہر احمدیوں کو خدمت کے لئے جانے کی تحریک فرمائی۔

67۔ 30 اکتوبر 1992ء کو حضور نے بوسنیا کے یتیم بچوں کی امداد کے لئے مالی تحریک کا اعلان فرماتے ہوئے احباب کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔

68۔

30 اکتوبر 1992ء ہی کو حضور انور نے کینیڈا کے شہر "مس ساگا" میں بیت الذکر کی تعمیر کے لئے عطیات دینے کی تحریک کی۔

69۔ 28 دسمبر 1992ء کو حضور نے مذاہب عالم کے مشترکہ اجلاسات بلانے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ ان جلسوں میں سب مذاہب دوسرے مذاہب کی اچھی اچھی باتیں بیان کریں۔

70۔ یکم جنوری 1993ء کو حضور کی طرف سے تحریک بہبود انسانیت چلانے کا تاریخی اعلان کیا گیا اور سال 1993ء کو انسانیت کا سال منانے کا ارشاد فرمایا۔

71۔ یکم جنوری 1993ء کو ہی حضور نے تمام جماعتوں کو ارشاد فرمایا کہ وہ وقف جدید میں بچوں کے دفاتر قائم کریں۔

72۔ 22 جنوری 1993ء کو حضور نے تمام احمدیوں کو ارشاد فرمایا کہ وہ ظلم کے خلاف حق کی آواز جرات کے ساتھ بلند کریں۔

73۔ 22 جنوری 1993ء کو ہی حضور نے جماعت کو تمام ممالک کے سربراہوں سے رابطے کرنے کی تحریک فرمائی اور سربراہان کو انصاف، سچائی اور تقویٰ کی طرف بلانے کا ارشاد فرمایا۔

74۔ 22 جنوری 1993ء کو ہی حضور نے امریکہ کے احمدیوں کو اس بات کی تحریک کی کہ وہ اپنے لیڈروں کو سمجھائیں کہ وہ اپنی اعلیٰ اقدار کو ملیامیٹ نہ کریں۔

75۔ 29 جنوری 1993ء کو حضور نے بوسنیا کے مظلوم لوگوں کے لئے مالی امداد کی تحریک کی۔ (یہ تحریک حضور نے بعد ازاں کئی خطبات میں فرمائی اور اس پر زور دیا۔)

76۔ 19 فروری 1993ء کو حضور نے ستم رسیدہ بوسنین خاندانوں سے مواخات کا رشتہ قائم کرنے کی تحریک کی۔

بقیہ صفحہ 29 پر

NASIR PACKAGES
اپنی مطلوبہ ضرورت کے لیئے ہم سے رابطہ کریں!
ہر سائز کے نالی دار گتے کے ڈبے بنانے والے
ناصر پیکجز
S15 نزد سمال انڈسٹریز سٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور،
ٹیلیفون فیکٹری: ۸۰۱۱۸۵ ۸۰۱۵۳۲
پروپرائٹر: بشیر احمد وڑائچ۔ طاہر احمد وڑائچ

اطاعت — اسکی برکات اور اہمیت

(مکرم ظہیر احمد خان صاحب)

یاایھاالذین امنو اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر و احسن تاویلا. (النساء ٦٠)

یعنی اے ایماندارو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو- اسی طرح اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو- پھر اگر تم حکام سے کسی امر میں اختلاف کرو تو اگر تم اللہ اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اور ان کے حکم کی روشنی میں معاملہ طے کرو- یہ بات بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھی ہے-

اس آیت قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے اطاعت کی اہمیت بیان فرمائی ہے نیز تین ایسی ہستیوں کا ذکر فرمایا ہے جن کی اطاعت مومنین پر واجب قرار دی گئی ہے- یعنی خدا، رسول اور اولی الامر- خدا اور رسول کی اطاعت کا بغیر کسی شرط کے حکم دیا مگر حکام کی اطاعت کے متعلق فرمایا کہ اگر کسی بات میں ان سے اختلاف ہوجائے تو اختلاف کو دور کرنے اور صحیح راہ متعین کرنے کا معیار خدا اور رسول کے احکام ہیں- ان احکام کی روشنی میں اگر تم اپنا معاملہ طے کرو گے تو بہتر صورت پیدا ہونے کی ضمانت دی جاتی ہے- نیز تم ان برکات اور فیوض کے وارث ہوگے جو اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کسی قوم کو عطا فرماتا ہے-

قرآن کریم کے اس حکم کی تشریح میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اقوال زریں بیان فرمائے ہیں کہ اطاعت کا مفہوم اور اس کی اہمیت روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

علی المرء المسلم السمع والطاعۃ فیما احب وکرہ الا ان یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ: (بخاری)

کہ مسلمان پر اپنے افسروں کی ہر بات سننا اور ماننا فرض ہے- خواہ اسے ان کا کوئی حکم اچھا لگے یا برا لگے سوائے اس کے کہ وہ کسی ایسی بات کا حکم دیں جس میں خدا اور رسولؐ کے کسی حکم کی (یا کسی بالا افسر کے حکم کی) نافرمانی لازم آتی ہو- اگر وہ ایسی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر اس میں ان کی اطاعت فرض نہیں-

اس حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

اطاعت کا اعلیٰ معیار پیش فرمایا ہے۔ السمع والطاعۃ دو الفاظ استعمال کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ مسلمان کا کام صرف ایسی اطاعت نہیں کہ جو حکم اسے پہنچ جائے یا جو حکم اسے پسند آئے اسے بجا لائے اور جو کام ناپسند ہو اس سے بچنے کی کوشش کرے بلکہ اطاعت کے واسطے اس کے دل میں ایک شوق اور محبت ہونی چاہیئے اور اسے ہر وقت خدا، رسول اور حکام بالا کے احکام پر کان لگائے رکھنے چاہئیں اور ہر پسند و ناپسند حکم پر پوری کوشش کے ساتھ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھانا چاہیئے۔ اطاعت کی حقیقت اور اس کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو"۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 15 کالم نمبر 2)

اس مضمون کو مزید کھول کر ایک جگہ اور یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"بعض الامر کی اطاعت بھی اطاعت نہیں کہلاتی۔ بعض الامر کی اطاعت کے معنی یہ ہیں کہ وہ احکام جو اپنی مرضی کے مطابق ہوں ان پر عمل کر لیا جائے اور باقی کو رد کر دیا جائے۔ وہ شخص جو بعض الامر کی اطاعت کرتا ہے اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی پر نہیں بلکہ اپنی مرضی پر چلتا ہے اور اس کے صاف یہ معنے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی پوری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں صرف اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے........ پھر یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ لفظ الطاعۃ کے معنے محض فرمانبرداری نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشت قلب کے ساتھ کی جائے اور اس میں نفس کی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو"۔ (تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 421-422)

"دین حق" نے ضابطہ اطاعت میں صرف ایک ہی استثناء رکھا ہے اور وہ یہ کہ امیر کسی ایسی بات کا حکم دے جو خدا اور اس کے رسول یا کسی بالا افسر کے حکم کے صریح خلاف ہو۔ ایسی صورت میں اجازت ہے کہ امیر کے حکم کو نہ مانا جائے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق عمل کیا جائے۔ اس مضمون کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا:۔

عن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث جیشا و امر علیھم رجلاً و امرھم ان یسمعوا لہ و یطیعوا. فاجج ناراً و امرھم ان یقتحموا فیھا فابیٰ قوم ان یدخلوھا. فبلغ ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لو دخلوا فیھا لم یزالوا فیھا و قال لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف. (ابو داؤد کتاب الجھاد باب فی الطاعہ)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو حاکم مقرر فرمایا تاکہ لوگ اس کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اس شخص نے ایک موقعہ پر راستہ میں آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ آگ میں کود جائیں۔ کچھ ساتھیوں نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں لیکن کچھ افراد آگ میں

کودنے کے لئے تیار ہو گئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا اگر یہ لوگ آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ ہی آگ میں رہتے۔ امیر کی اطاعت معروف اور جانے پہچانے اچھے امور میں واجب ہے۔ کھلی معصیت والے کاموں میں اطاعت واجب نہیں۔

پس اس استثناء کے علاوہ کہ حکم معصیت اور خدا اور رسولؐ کے احکام کے کھلم کھلا خلاف ہو باقی تمام امور میں امیر کے ہر حکم میں خواہ وہ کچھ ہو اور کیسے ہی حالات میں دیا جائے السمع والطاعۃ کا اٹل قانون چلتا ہے اور ہر مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ امیر کی بات سننے اور مکمل شرح صدر سے پوری کوشش اور دلی خوشی کے ساتھ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی اعلیٰ مثال قائم کرے۔

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام اور امراء کی اطاعت کو اپنی اور خدا تعالیٰ کی اطاعت قرار دے کر ہر قسم کے فرق کو ختم کر دیا اور بتایا کہ خدا اور رسول کے لئے جس قسم کی اطاعت کا تم سے تقاضا کیا جاتا ہے حکام اور امراء کے ہر معروف کام میں اسی قسم کی اطاعت تم پر واجب ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ و من عصانی فقد عصی اللّٰہ و من یطع الامیر فقد اطاعنی و من یعص الامیر فقد عصانی. (مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ)

کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

آپؐ کا یہ ارشاد مبارک دراصل آیت قرآنی من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ (النساء 81) کی تفسیر ہے اور یہ اس لئے ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے مبعوث فرمایا اور آپؐ کا ہر قول و فعل خدا تعالیٰ کی رضا اور حکم کے تابع تھا جیسا کہ خود قرآن کریم اس کی گواہی دیتا ہے۔ فرمایا:-

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ
(النجم ۴، ۵)

کہ یہ رسول اپنے پاس سے کوئی حکم نہیں دیتا بلکہ یہ تو وہی کچھ کہتا اور کرتا ہے جو اس پر خدا کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔ پس اس کا ہر قول و فعل امر و نہی چونکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے تابع ہے اس لئے اس کی اطاعت یا نافرمانی دراصل خدا کی اطاعت یا نافرمانی ہوگی۔ اس طرح جو امیر اور حاکم رسول کے احکامات کے تابع لوگوں کو حکم دے گا تو اس کی اطاعت یا نافرمانی دراصل اس رسول کی اطاعت یا نافرمانی گردانی جائے گی۔

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی امیر یا حاکم ایسا جابر ہو کہ اپنے حقوق توزبردستی لوگوں سے چھین لے اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں سستی اور کوتاہی برتے، ایسے امیر کی اطاعت کے بارہ میں کیا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ہر معاملہ میں اپنی امت کی راہنمائی فرمائی اسی طرح اس آڑے اور مشکل مرحلہ پر بھی آپؐ نے مومنین کو نہایت اعلیٰ اور پر حکمت تعلیم سے

نوازا۔ آپؐ نے فرمایا:-

اسمعوا و اطیعوا فانما علیھم ما حملوا و علیکم ما حملتم. (مسلم)

تمہارا کام سننا اور اطاعت کرنا ہے۔ اگر امیر تم پر زیادتی کرتا ہے اور تمہارے حقوق سلب کرتا ہے تو یاد رکھو جو ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے اس کی باز پرس اس سے ہوگی اور جو ذمہ داریاں تم پر ڈالی گئی ہیں ان کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔

اسی طرح ایک اور جگہ آپؐ نے فرمایا:-

تؤدون الحق الذی علیکم و تساء لون اللہ الذی لکم (بخاری)

کہ جو حقوق تم پر واجب ہیں وہ تم ادا کرو اور جو تمہارے حقوق امراء کے ذمہ ہیں اگر وہ ادا نہیں کرتے تو تم اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔

کیسی پاک اور خوبصورت تعلیم کہ اگر تمہارے حقوق ادا نہیں کئے جاتے تو تم گھبراتے کیوں ہو۔ تمہارا ایک اور بھی سہارا ہے جو تمام حاکموں کا حاکم، تمام امراء کا امیر اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ وہ تمہاری حق تلفی نہیں ہونے دے گا بلکہ اگر دنیوی امیر تمہارے حقوق ادا نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ تمہارے حقوق اپنے ہاں سے ادا کر دے گا۔

آیئے اب ذرا عرب کے اس معاشرہ میں چلتے ہیں جو سارے کا سارا جھوٹی عزت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہر طرف غرور و تکبر کے الاؤ روشن ہیں۔ جھوٹے فخر و مباہات کی آگ نے غریب لوگوں خصوصاً غلاموں کو جھلسا کر رکھ دیا ہے۔ خاندانی حشمت اور ذاتی وجاہت کو بڑی ہی قدر و منزلت سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے مقابل پر غلاموں کو انسان تو درکنار جانوروں سے بھی بدتر خیال کیا جا رہا ہے۔ ایسے تاریک اور جہالت سے پر معاشرہ میں آنحضورؐ مبعوث ہوتے ہیں اور اپنی خداداد تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں اس میں بسنے والے لوگوں کی ایسی کایا پلٹ دیتے ہیں کہ انہیں گوبر کے ڈھیر سے سونے کی ڈلی بنا دیتے ہیں۔ اطاعت امیر کے ضمن میں ایسا انقلاب آفریں ارشاد فرماتے ہیں کہ جس سے ایک طرف تو اطاعت کی روح اور مغز ظاہر و باہر ہو جاتے ہیں تو دوسری طرف عرب کی جھوٹی عزت، غرور، نخوت اور غلامی کی زنجیروں کو جنہوں نے صدیوں سے وہاں کے لوگوں کو اپنا اسیر بنایا ہوا ہے پاش پاش کر دیتے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں:-

اسمعوا و اطیعوا و ان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ. (بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعہ)

اے مومنو امیر کی بات غور سے سنو اور اس کی اطاعت اپنا شعار بناؤ خواہ ایک حبشی غلام کو ہی تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے۔ جس کا سر انگور کے خشک دانے کی طرح چھوٹا ہو۔

آپؐ کے اس ارشاد میں اطاعت کا ایسا درس دیا گیا ہے کہ جسے قیامت تک امت مسلمہ اپنے لئے فخر کا موجب سمجھتی رہے گی۔ کیسی خوبصورت تعلیم ہے کہ اگر امیر کوئی ایسا معمولی اور بدصورت غلام ہے کہ جسے تمہاری ظاہری آنکھیں قبول کرنے کو تیار نہیں کیونکہ نہ تو اس کی کوئی ذاتی وجاہت ہے اور نہ ہی کوئی خاندانی جاہ و حشمت پھر بھی چونکہ اسے تمہاری امارت کا مرتبہ سونپا گیا ہے اور امارت

کا رتبہ تمام خاندانی و نسلی مراتب سے بڑھ کر ہے اس لئے اس کی اطاعت مکمل دلی خوشی اور نفس کی مرضی اور پسندیدگی کے ساتھ تم پر واجب ہے۔

اس میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اگروہ شخص جسے تمہارا امیر بنایا گیا ہے تمہارے خیال میں کم عقل اور اس کے احکام جہالت پر مبنی ہوں پھر بھی اگر اس کے احکام معصیت کے دائرے سے باہر ہیں اور خدا اور اس کے رسول کے احکامات سے نہیں ٹکراتے تو ہر حال میں تم پر اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔

اطاعت سے ہاتھ کھینچنے والوں کو آپؐ نے درج ذیل الفاظ میں انذار فرمایا:۔

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من خلع یداً من طاعة لقی اللّٰه یوم القیامة ولا حجة له و من مات لیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة و فی روایة و من مات و هو مفارق للجماعة فانه یموت میتة جاهلیة: (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص امام کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس اپنے حق میں کوئی دلیل نہ ہوگی۔ اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں اطاعت کا جوا نہیں وہ ضلالت اور گمراہی کی موت مرا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں اسے موت آجاتی ہے تو وہ جہالت یعنی گمراہی اور ضلالت کی موت مرا۔

اس میں آپؐ نے اطاعت نہ کرنے کے بھیانک انجام کا ذکر کر کے اطاعت کی اہمیت کو مزید واضح فرمایا ہے۔

قرآن کریم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اول مخاطبین صحابہ کرامؓ نے اطاعت کے حکم الٰہی اور حکم رسول ﷺ کو کس نظر سے دیکھا اور کس طرح اس پر عمل کیا اور اطاعت کی کیسی کیسی بے نظیر مثالیں قائم کیں اس کی جھلکیاں انشاءاللہ آئندہ پیش کی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اطاعت کا مفہوم صحیح رنگ میں سمجھنے اور اس پر احسن رنگ میں عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (باقی آئندہ)

بقیہ از صفحہ 23

نیز فرمایا کہ جماعت بوسنیا میں ہونے والے مظالم کی دنیا میں تشہیر کرے۔ حضور نے بوسنیا میں جہاد کرنے والے مسلمانوں کی ضروریات مثلاً ہتھیار، وردیاں اور بوٹ وغیرہ بھجوانے کی تحریک کی۔ نیز تمام ممالک میں موجود بوسنیا سے مہاجر ہو کر آنے والے مسلمانوں کی فہرستیں بنانے کا ارشاد فرمایا تاکہ ان کی امداد کی جاسکے۔

77۔ 28 فروری 1993ء کو حضور نے بوسنیا فنڈ میں زیادہ شدت کے ساتھ مالی قربانی کرنے کی تحریک کی اور خود اس تحریک میں چھ ہزار پاؤنڈ دینے کا وعدہ فرمایا۔

نوٹ:۔ اس مضمون میں تمام تحریکات بیان نہیں ہو سکیں۔ مارچ 1993ء تک کچھ اور تحریکات بھی ہیں جن کا ذکر آئندہ کسی مضمون میں آجائے گا۔

سپورٹس

لان ٹینس

(تحریر:۔ مکرم ظہیر احمد صاحب ریحان۔ کراچی)

دنیا میں کھیلی جانے والی کھیلوں میں ایک کھیل ٹینس بھی ہے اور جب بھی ٹینس کا نام لیا جائے تو ذہن میں فوراً "لان ٹینس" گردش کرتا ہے نہ کہ ٹیبل ٹینس کیونکہ "ٹینس" دونوں کے ناموں میں مشترک ہے۔ لیکن آج آپ کو کچھ "لان ٹینس" کے بارہ میں بتائیں گے۔

لان ٹینس کے مختلف نام

اس کو مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا رہا مثلاً کبھی اسے رئیل ٹینس (REAL TENNIS) اور کبھی رائل ٹینس (ROYAL TENNIS) اور کبھی صرف ٹینس اور آج کل یہ لان ٹینس (LAWN TENNIS) یا صرف ٹینس کے نام سے موسوم ہے اور امریکہ میں اسے کورٹ ٹینس (COURT TENNIS) بھی کہا جاتا تھا۔

ماڈرن ٹینس کی ابتداء

ماڈرن ٹینس کی ابتداء انگلستان سے ہوئی اور یہ بنیادی طور پر مرد اور عورت کا کھیل ہے یعنی ایک طرف مرد کھیلتا تھا اور دوسری طرف، عورت اور اسے بادشاہ کھیلا کرتے تھے۔ اس کے کھیلنے میں کوئی تمیز نہیں ہے اور یہ گھاس، کنکریٹ، تارکول کی تہہ، سیمنٹ اور ریت کے آمیزہ سے بچھی تہہ اور لکڑی پر بھی کھیلا جاسکتا ہے۔ ٹینس کی عالمی فیڈریشن ILTF ہے۔

امریکہ میں ٹینس

اس گیم نے اپنا احاطہ وسیع کیا اور امریکہ پہنچ گئی۔ وجہ اس کی یہ بنی کہ ایک امریکن خاتون MARY E OUTERBRIDGE_MISS جو اپنا 1874ء کا سردیوں کا موسم برمیوڈا (BERMUDA) میں گزار رہی تھیں نے ایک دن چند انگلش آفیسرز کو ٹینس کھیلتے ہوئے دیکھا اور وہ واپسی پر اپنے ساتھ ایک ریکٹ اور گیند اور نٹ لے گئیں اور آہستہ آہستہ یہ کھیل امریکہ میں بھی ترقی کر گیا اور اسے کورٹ ٹینس کے نام سے پہچانا جاتا تھا مگر اب

یہ لان ٹینس یا صرف ٹینس کے نام سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اس کھیل کا پہلا ٹورنامنٹ امریکہ میں 1876ء میں ہوا اور پہلی چمپئن شپ 31 اگست 1881ء کو CASINO میں ہوئی۔

اس چمپئن شپ میں سنگلز کے فاتح SEARS RICHARD تھے جو 1888ء تک مسلسل یہ چمپئن شپ جیتتے رہے۔ امریکہ میں ٹینس ایسوسی ایشن کی بنیاد 1881ء میں پڑی۔

ومبلڈن

ٹینس کا ومبلڈن کے ساتھ بہت گہرا رشتہ ہے کیونکہ موجودہ ٹینس کی باقاعدہ ابتداء ومبلڈن (انگلستان) سے ہوئی۔ ومبلڈن میں پہلی چمپئن شپ جون 1877ء میں 78 فٹ لمبے اور 27 فٹ چوڑے کورٹ اور 3 فٹ 3، انچ اونچے نٹ پر کھیلی گئی جس میں 22 کھلاڑیوں نے حصہ لیا اور یہ چمپئن شپ لندن کے رہائش پذیر W GOVE_SPENCER نے جیتی۔

اس کے بعد ٹینس کورٹ کی لمبائی، چوڑائی اور نٹ کی اونچائی میں تبدیلیاں ہوتی رہیں اور 1886ء میں انگلش ٹینس ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی۔ ٹینس آہستہ آہستہ ترقی کی راہ پر گامزن رہا اور ومبلڈن ٹورنامنٹ کافی شہرت اختیار کر گیا اور دوسرے ملکوں کے کھلاڑیوں نے بھی اس ٹورنامنٹ میں دلچسپی لینی شروع کر دی چنانچہ E BROOKES_NORMAN جو آسٹریلیا کے رہنے والے تھے وہ پہلے غیر ملکی تھے جنہوں نے 1907ء میں ومبلڈن چمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور 1920ء میں TILDER نامی ایک امریکی نے ومبلڈن جیت کر پہلے امریکی ومبلڈن چمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا اور اس کے بعد مختلف ممالک کے کھلاڑی اس اعزاز کے حصول کی کوششوں میں مصروف رہے۔ بعض ناکام ہوئے اور بعض کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس ٹورنامنٹ میں مجموعی لحاظ سے امریکہ کی برتری تھی مگر وہ گزشتہ کئی سالوں سے جان مکینرو کے ٹینس چھوڑنے کے بعد سے ختم ہے۔ گو کہ وہ اب بھی ٹینس سے منسلک ہیں مگر ان کی پرفارمنس اتنی متاثر کن نہیں رہی۔ مگر اس سال پھر ایک امریکن آندرے اگاسی ومبلڈن چمپئن بنے ہیں۔ اس وقت دنیا میں سب سے بڑا انفرادی انعام ومبلڈن کے فاتح کو ملتا ہے۔ اس ٹورنامنٹ کو سب سے زیادہ جیتنے والے امریکہ کے بیجون بورگ ہیں۔

ومبلڈن ٹورنامنٹ میں پہلے صرف مرد حصہ لیتے تھے مگر 1884ء میں پہلی مرتبہ ومبلڈن ٹورنامنٹ میں عورتوں کو شامل کیا گیا اور 13 خاتون کھلاڑیوں نے حصہ لیا جن میں MAUD WATSON پہلی خاتون تھیں جو ومبلڈن چمپئن بنیں۔ عورتوں کے مقابلہ میں کھیل تین سیٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ دو سیٹ جیتنے والی فاتح ہوتی ہے۔

مشہور ٹورنامنٹ

اس کھیل کے مشہور ٹورنامنٹ جو آج کل کھیلے جاتے

ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) ومبلڈن ٹورنامنٹ (2) یو۔ایس اوپن چمپئن شپ (3) فرنچ اوپن (4) ڈیوس کپ ٹورنامنٹ (5) آسٹریلین اوپن

گراؤنڈ

ٹینس کی (گراؤنڈ) کورٹ کی لمبائی 42 فٹ اور چوڑائی 27 فٹ ہوتی ہے۔ نٹ کی اونچائی 3 فٹ ہوتی ہے۔ ڈبل کے دوران جس میں چار کھلاڑی حصہ لیتے ہیں کورٹ کی چوڑائی 36 فٹ ہوتی ہے اور لمبائی اور نٹ کی اونچائی وہی برقرار رہتی ہے۔ سنٹرلائن 2 انچ چوڑی ہوتی ہے۔

گیند

ٹینس کی گیند کا قطر تقریباً ڈھائی انچ اور اس کا وزن تقریباً 2OZ ہوتا ہے۔

سکورنگ

ٹاس کے بعد جو عموماً میدان کے وسط ریکٹ کو گھما کر کیا جاتا ہے سروس یا سائیڈ کے انتخاب کا موجب ہوتا ہے۔ ٹاس جیتنے والا خود بھی اور اپنے حریف کو بھی سروس یا سائیڈ کے انتخاب کا حق دے سکتا ہے گویا ٹاس جیتنے پر یا آپ سائیڈ اپنی پسند کی لے سکتے ہیں یا سروس۔ اس مرحلے کے بعد سکورنگ شروع ہو جاتی ہے جو اس سے ملتی جلتی کھیلوں کی سکورنگ سے مختلف ہے۔ اس میں غلطی کرنے والے کے خلاف پوائنٹ دیا جائے گا خواہ سروس کسی کی بھی ہو۔ اگر سروس کرنے والا ڈبل فالٹ (یعنی اس کے پاس جو دو سروس کرنے کا حق ہے وہ یا سروس نٹ میں مار کر یا مقررہ حدود سے باہر پھینک کر یا دونوں مرتبہ سروس اپنی طرف رکھ کر پوائنٹ گنوا سکتا ہے) کرتا ہے تو بھی پوائنٹ اس کے حریف کو ملے گا۔ پہلے چار پوائنٹ حاصل کرنے والا گیم جیت جاتا ہے اور گیم جیتنے کے لئے کم از کم دو پوائنٹ کی برتری لازمی ہے۔ اس میں پہلا پوائنٹ 15 کہلاتا ہے۔ دوسرا 30، تیسرا 40 اور چوتھا گیم پوائنٹ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ گیم جیتنے کے لئے کم از کم دو پوائنٹ کی برتری لازمی ہے۔ لہٰذا سکور 40۔ 40 برابر ہونے کی صورت میں ٹینس میں (DEUCE) کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اب جو لگاتار دو پوائنٹ لے گا وہی گیم کا فاتح ہوگا۔ یاد رکھیئے کہ اس کھیل میں فتح سیٹ جیتنے پر ہوتی ہے۔ کل سیٹ کی تعداد 5 ہوتی ہے اور جیتنے کے لئے 3 سیٹ کا جیتنا ضروری ہوتا ہے اور سیٹ جیتنے کے لئے کسی زمانہ میں کم سے کم 6 گیمز دو گیم کی برتری سے جیتنا ضروری تھے اور پانچ گیمز برابر ہونے کی صورت میں جو کھلاڑی لگاتار دو گیمز جیتتا وہ سیٹ کا فاتح ہوتا اور اسی کشمکش میں بعض اوقات سیٹ بہت طوالت اختیار کر جاتا تھا۔ چنانچہ ایک میچ میں ایک سیٹ میں جو گیمز کا ریکارڈ ہے وہ 60 گیمز ہیں یعنی ٹینس کا طویل ترین

سیٹ 60 گیمز پر مشتمل تھا۔ مگر اب اس جھنجھٹ سے نجات "ٹائی بریکر" کے ذریعے حاصل کی گئی ہے اور اب سیٹ ہر صورت میں ساتویں گیم پر ختم ہوجاتا ہے۔ سیٹ میں 6-6 گیمز برابر ہونے کے بعد ساتویں گیم ٹائی بریک ہوتی ہے۔ ایک سروس ایک کھلاڑی کرواتا ہے اور پھر دوسری سروس دوسرا کھلاڑی گویا باری باری سروس کرتے ہیں اور جو پہلے سات پوائنٹ حاصل کر جائے وہ سیٹ کا فاتح ہوتا ہے۔

تادم تحریر ٹینس کے ٹاپ سیڈ مردوں میں جم کوریئر ہیں اور عورتوں میں مونیکا سیلز ہیں۔ اس کے علاوہ آج کل ٹینس کے مردوں اور عورتوں کے مشہور کھلاڑی مندرجہ ذیل ہیں۔

مردوں میں آندرے اگاسی (امریکہ)، بورس بیکر (جرمنی)، اسٹیفن ایڈ برگ (سوئیڈن)، جان مکینرو (امریکہ)، پیٹ کیش (آسٹریلیا)، یانک نوحہ (امریکہ)، مائیکل چانگ (امریکہ)، ایوان لینڈل (ان کا تعلق چیکوسلواکیہ سے تھا مگر اب انہوں نے امریکن شہریت حاصل کرلی ہے)۔

عورتوں میں مونیکا سیلز (امریکہ)، اسٹیفی گراف (جرمنی)، گبریلا سباٹینی (ارجنٹائن)، مارٹینا نیوری تلووا (امریکہ)، جینیفر کیپریاٹی (اسپین)

ازبکستان ایک قدیم متمدن قوم

ازبکستان کا دنیا کے قدیم ترین متمدن علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ ازبک لوگوں کے ترکی، ایران، افغانستان اور برصغیر پاک و ہند کے لوگوں بالخصوص مسلمانوں سے گہرے روابط رہے ہیں۔ برصغیر میں مغلیہ سلطنت کا بانی ظہیرالدین بابر ازبکستان کی وادی فرغانہ میں ہی پیدا ہوا تھا۔ اسلامی دور کے آغاز کے بعد بخارا کے علاقے میں اسماعیل سامانی نے سامانی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اسی طرح خیوا کے علاقوں پر مشتمل خوارزیوں نے 892ء میں حکومت قائم کی (منقول از وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں مصنفہ کرامت علی خان جنگ پبلشرز)۔

یہ وہی قوم ہے جس نے اشتراکیت کے زمانہ میں بھی اپنے مذہب اور اخلاقی اقدار کو نہ جانے دیا اور اپنے سینوں میں اسلام کی شمعیں روشن رکھیں۔ جن سے ان کے دل اندھیرے میں روشنی اور نور حاصل کرتے رہے اور اسی نور کی وجہ سے آج اس قوم نے آزادی حاصل کی اور اپنے پاؤں پر خود کھڑی ہے اور مزید ترقیات اور نور اور دین حق حاصل کرنے کے لئے کسی اور جماعت کی منتظر ہے۔ خدائے پاک سے دعا ہے کہ خدا جلد اس ملک میں بھی احمدیت کا نفوذ کرے اور اس میں احمدیت ریت کے ذروں کی طرح پھیل جائے۔

ازبکستان

"میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں"

(مکرم خالد محمود لطیف صاحب ربوہ)

معزز قارئین! وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں "آذر بائیجان، قازقستان، کرغیزیا، ترکمانیہ، ازبکستان، تاجکستان" جو ماضی میں ترکستان کے نام سے جانی جاتی تھیں ان میں سے سب سے بڑی ریاست ازبکستان ہے جس کے بارے میں خاکسار مختصر معلومات پیش کر رہا ہے۔

ازبکستان وہ سرزمین ہے جس نے دنیا کو عظیم شاعر، سائنس دان اور لکھنے والے دیئے ہیں۔ ماہر فلکیات فرغانی، ریاضی دان محمد ابو موسیٰ الخوارزمی، فلسفہ دان محمد الفارابی، عظیم محقق اور سائنس دان ابو ریحان البیرونی، ابو علی ابن سینا جیسی ازمنہ وسطیٰ کی وہ شخصیتیں ہیں جن کے نام چار دانگ عالم میں معروف ہیں۔

محل وقوع

موجودہ ازبکستان کی سرحدیں بہت آڑھی ترچھی ہیں۔ اسکی سرحدیں میں مغرب میں ترکمانیہ، شمال میں قازقستان، مشرق میں کرغیزیا اور تاجکستان کی جمہوریتوں سے ملحق ہیں اور جنوب میں افغانستان کی سرحد تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جمہوریہ ازبکستان کا رقبہ 449600 مربع کلومیٹر (تقریباً پونے دو لاکھ مربع میل) ہے۔ ازبکستان کا اسی فیصد رقبہ میدانی ہے اور یہ سمندر سے بہت دور ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے اس میں پہاڑ، میدانی وادیاں اور صحرائی علاقے سبھی شامل ہیں۔ انتہائی مشرقی علاقوں میں بلند و بالا پہاڑ ہیں۔ مشرق میں جن پہاڑوں نے ازبکستان کے بعض علاقوں کو دشوار گزار بنا رکھا ہے وہ بڑے سلسلہ ہائے کوہ کا حصہ ہیں۔ شمال میں تیان شان اور جنوب میں حصار آلائی پہاڑوں کے سنگلاخ سلسلے ازبکستان کے اندر تک پھیلتے چلے گئے ہیں۔ انکی بلند ترین چوٹیاں پانچ چھ ہزار میٹر تک بلند ہیں جو ازبکستان کی سرحدوں سے باہر ہیں۔ کوہ تیان شان کی جو شاخ ازبکستان میں پھیلی ہوئی ہے اسکی سب سے بلند چوٹی بش تور (BESH TOR) میں واقع ہے جسکی بلندی 4299 میٹر ہے۔

دریا

ازبکستان میں چھ سو چھوٹے بڑے دریا ہیں۔ ان

سب کا طاس جھیل (سمندر) ارال ہے۔ دریا بلند و بالا پہاڑوں سے شروع ہوتے ہیں۔ اہم دریاؤں میں چرچق قرا دریا، زرین دریا، سورخ اسفارہ، تشقہ دریا، انگرن دریا، گندز دریا، سرخان دریا، خوجائی پاک دریا اور ازبکستان کے بڑے دریا سیر دریا اور آمو دریا کرغیزیا اور تاجکستان کے بلند پہاڑوں سے نکل کر ازبکستان میں بہتے ہیں۔ آمو دریا وسطی ایشیا کا بڑا دریا ہے۔ سیر دریا دوسرے نمبر پر آتا ہے۔

موسم

ازبکستان کے موسم میں خاصا فرق ہے۔ موسم میں بڑی تیزی سے تبدیلی آجاتی ہے۔ خاصا سرد موسم اچانک گرم اور بارانی موسم بہار میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ جس کے فوراً بعد موسم گرما آجاتا ہے۔ اسی طرح خزاں کا موسم سرد موسم میں بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔ لیکن اس کی مجموعی آب و ہوا گرم اور خشک ہی کہی جاتی ہے۔ گرم موسم اور دھوپ کے باوجود یہاں پانی کی کمی ہے۔

صنعت و اقتصادی ترقی

ازبکستان کا شمار صنعتی و زراعتی اعتبار سے ایک ترقی یافتہ جمہوریہ کے طور پر ہوتا ہے۔ وسط ایشیا کی چھ مسلم اکثریت والی ریاستیں جنہیں زار روس یا بعد میں اشتراکی روس میں طاقت کے زور پر یا حیلہ جوئی کے ذریعے طویل مدت روسی حکمرانوں کے زیر تسلط رہنا پڑا۔

ان میں جمہوریہ ازبکستان اقتصادی ترقی کے میدان میں ان باقی ریاستوں پر سبقت لے گئی ہے۔ ازبکستان کو قدرت نے بعض وسائل ایسے دیئے ہیں جن کے باعث دوسرے علاقوں کے مقابلے میں تیزی سے صنعتکاری ہوئی ہے۔ وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کی صنعتی پیداوار کا ساٹھ فی صد ازبکستان میں ہی تیار ہوتا ہے۔ قدرتی گیس، تیل اور کوئلے کے بھی بے اندازہ وسائل موجود ہیں۔ بجلی کی پیداوار کے لئے بہت سے علاقوں میں تھرمل پاور سٹیشن قائم کئے گئے ہیں لیکن ازبکستان کے پہاڑی علاقوں میں سے گزرنے والے تیز رفتار دریاؤں پر پن بجلی تیار کرنے کے لئے بے پناہ وسائل بھی موجود ہیں۔

اشتراکی روسی ذرائع کے مطابق پہلے شہروں میں عام لوگوں کا پیشہ ہینڈی کرافٹ تیار کرنا تھا۔ ماہر کاریگر سوتی، اونی اور ریشمی پارچہ جات، تانبے کے برتن، مٹی کے ظروف، لوہے کی اشیاء، لوہے کی ڈھلائی اور پرانی طرز کا دھاگہ تیار کرنے اور کپڑا بنانے والی کھڈیاں تیار کرتے تھے۔ کچھ کاریگر دھات کی چھدرائی، زیورات سازی، طلائی ایمبرائڈری اور قالین سازی بھی کرتے تھے۔ دیہی علاقوں میں لوگ زراعت کا پیشہ اختیار کرتے تھے اور خانہ بدوش میدانی و صحرائی علاقوں میں گھوم پھر کر بھیڑ بکریاں پالتے تھے۔

زراعت

ازبکستان میں زراعت سائنسی طریق سے کی جا

رہی ہے تاکہ قدرت کے عطا کردہ موسم اور زمین سے بھر پور فصلیں اگائی جاسکیں۔ زراعت کے لئے مشینوں سے کام لیا جاتا ہے۔ زرعی اجناس کی ایک جگہ سے دوسری جگہ ترسیل کے لئے مختلف قسم کی گاڑیاں اور ٹریلرز بھی جمہوریہ میں ہی تیار ہوتے ہیں۔ کپاس پیدا کرنے والے دنیا بھر کے ممالک یا علاقوں میں ازبکستان دوسرے نمبر پر ہے۔ پہاڑی علاقے 21.6 فی صد رقبہ پر ہیں جن پر درختوں کے جنگلات اور وسیع چراگاہیں ہیں۔ میدانی علاقے 18 فی صد ہیں ان میں کپاس، سبزیاں، باغات، چاول، تربوز، آلو اور چارے کی فصلیں اگانے کے علاوہ ریشم کے کیڑے پالنے کا کام بھی وسیع پیمانے پر ہوتا ہے۔

ازبکستان کا زراعت کے لئے قابل استعمال رقبہ 46 ملین ہیکٹر پر مشتمل ہے جس میں 80 فی صد رقبے پر چراگاہیں ہیں اور چودہ فی صد رقبے پر کاشت ہوتی ہے۔

آبادی

اشتراکی روسی ذرائع کے مطابق ان علاقوں میں جو آج ازبکستان جمہوریہ میں شامل ہیں 1865ء میں کل آبادی 3320,000 نفوس پر مشتمل تھی۔ اس میں سے 20 فی صد آبادی شہروں میں تھی جب کہ اسی فی صد آبادی دیہی علاقوں میں تھی اور زیادہ تر آبادی مستقل جگہوں پر اقامت گزین تھی۔ اس وقت ازبکستان میں تیس شہر تھے جن میں ثمرقند، بخارا اور تاشقند وغیرہ کی آبادی ایک لاکھ سے تین لاکھ نفوس پر مشتمل تھی (جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے) جو 1897ء میں بڑھ کر 4065,000 ہوگئی۔ اشتراکی روس میں شائع ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق اشتراکی انقلاب سے پہلے آبادی میں اضافہ کی رفتار 0.4 فی صد تھی جب کہ انقلاب کے بعد 1917ء تا 1970ء کے عرصہ میں اضافہ کی رفتار 2.6 فی صد ہوگئی اور 1970ء تا 1980ء کی دہائی میں اضافہ کی یہ رفتار 3.45 فی صد ہوگئی۔ (اضافہ کی یہ رفتار تقریباً وہی ہے جو اس وقت پاکستان میں ہے) جنوری 1989ء کی مردم شماری کے اعداد کے مطابق ازبکستان کی آبادی 19906000 ہے۔ ازبکستان کی تریسٹھ فی صد آبادی دیہات میں آباد ہے۔ ازبکستان میں تقریباً ایک سو سے بھی زیادہ قومیتوں کے لوگ آباد ہیں۔ مثلاً ازبک، روسی، تاتاری، قازق، تاجک، قراقلپق، کرغیز وغیرہ۔

شہر

ازبکستان کے چند بڑے اور مشہور شہروں میں دارالحکومت تاشقند اور اس کے علاوہ سمرقند، بخارا، خیوا اور قوقند ہیں۔ 1970ء تک کے عرصہ میں دس نئے شہر اور سولہ چھوٹی شہری آبادیاں وجود میں آگئیں۔ 1970ء تک کے عشرے میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ماہرین کی تعداد 216300 تھی جو مختلف شہروں میں آباد تھی۔ موجودہ ذرائع کے مطابق ازبکستان کی کل آبادی کا تقریباً 37 فی صد حصہ پچاس شہروں میں آباد ہے۔

مظفر منصور

○

قامت میں تیرے جاناں، جب خود کو فنا جانا
تب ہم نے محبت کا اک اور مزا جانا

ہر بار نیا کوئی انداز حیا اس کا
ہر بار یہ دل ہم نے ہاتھوں کی حنا جانا

لذت ہی عجب ہے کچھ اس آزار محبت میں
اک عمر کو کھو دینا اک لمحے کو پا جانا

کیسا وہ نفس ہو گا انفاس بدل ڈالے
آساں نہیں مٹی کو گلزار بنا جانا

اک سرو سراپا میں شوخی و حیا داری
جلوہ ہو کہ پردہ ہو اک حشر اٹھا جانا

یوسف کے مقدر میں تھی بادشہی دل کی
بازار عزیزاں نے جانا بھی تو کیا جانا

یہ پیراہن خستہ خلعت میرے جاناں کی
میں چاک گریباں سے وہ بند قبا جانا

اک اسم محمد ﷺ میں تاثیر یہی دیکھی
جتنا بھی اسے سوچا اتنا ہی نیا جانا

مظفر منصور

○

زلف ہر رنگ تحیر ہے گرفتاروں کا
یہ اسیری بھی کوئی روپ ہے آواروں کا

ایک عالم کی حیا شوخی عالم سے ملی
رنگ بدلا ہے میرے شوخ کے رخساروں کا

ضبط گریہ سے ہے مسکان سجی چہرے پر
بانکپن ہے یہ ترے غم کے طلب گاروں کا

اے مرے زخم شناسا اے مسیحا میرے
تیرے بن حال عجب ہے ترے بیماروں کا

نہ تو آیا نہ تیرے آنے کی امید گئی
سایہ گھٹتا رہا بڑھتا رہا دیواروں کا

اپنی ہی آگ جلے خاک در جاناں ہوئے
یہ بھی انداز ہے بجھتے ہوئے انگاروں کا

تیرے ہی در پہ جھکے جب بھی جھکے تیرے فقیر
ناز تو دیکھ ذرا اپنے گنہ گاروں کا

ہائے یہ دور ہوس ہائے تیرے اہل وفا
اب تو خوشبو بھی قبیلہ ہے گرانباروں کا

قامت جاں میری آنکھوں میں بسا ہے منصور
آئینہ اب کہاں مرہون ہے زنگاروں کا

ضربُ الامثال اور اُن کا مفہوم

ضرب الامثال	مفہوم
ہاتھ لیا کاسہ تو بھیک کا کیا سانسہ	جب گدائی اختیار کی تو روٹیوں کی کیا کمی
کوٹھی اناج کو توالی راج	غریب کو یہی تونگری ہے
بھیڑ بھی کالی بھینس بھی کالی	ادنیٰ و اعلیٰ سب کی قدر و قیمت یکساں
آدمی آدمی انتر، کوئی ہیرا کوئی کنکر	آدمی ہر قسم کا ہوتا ہے۔ کام کا اور نکما، نیک و بد
بال ہٹ، راج ہٹ، تریاہٹ نہیں ٹلتے	بچہ، راجہ اور عورت جس بات پر اڑ جاتے ہیں کر کے چھوڑتے ہیں

....

ضرب الامثال	مفہوم
زبردست کی جورو سب کی دادی غریب کی جورو سب کی بھابھی	غریب کو ہر کوئی دبا لیتا ہے
کھانے کو بسم اللہ، کام کو استغفر اللہ	کام چور، حرام خور
پانچ پوت پندرہ پوتے، اب بھی بابا گھاس کھودے	اولاد خدمت گزار نہیں، بابا لالچی ہے
ڈوم بجاوے چپنی، ذات بتاوے اپنی	آدمی کی اصل اسکے افعال و حرکات سے معلوم ہوتی ہے
ڈوم کے آگے ڈوم گائے کیا انعام پائے	ہم پیشہ سے فیض نہیں ہوتا، مکے میں حاجی کی کیا قدر
قاضی کی لونڈی مری سارا شہر آیا، قاضی مرا کوئی بھی نہ آیا	جب حکومت کا خوف تھا، اب وہ خوف گزر گیا
کنویں میں بھنگ پڑی ہے	ایک دو نہیں سب بیوقوف ہیں
خدا لگتی کوئی نہیں کہتا، منہ لگتی سب کہتے ہیں	حق بات کوئی نہیں کہتا، خوشامد کی سب کہتے ہیں
بی بی نیک بخت، چھٹانک دال دو وقت	نیک بخت کفایت شعار عورتیں اسی طرح گزر کرتی ہیں
جتنا چھانو اتنا ہی کرکرا	جتنا آزماؤ اتنا ہی نقص
بہو رہی کنواری ساس رہی واری، بہو آئے گھر ساس کھے مر	جب بیاہ کے بعد آئی تو دشمنی
سب باتیں کھوٹی، پہلے دال روٹی	پیٹ کا فکر سب کاموں پر مقدم ہے
ایک ٹکا گانٹھی، لڈو کھاؤں یا ماٹھی	شیخی خورہ اترانے والا
بھیڑیا کھائے یا نہ کھائے منہ لہو بھرا	بد بھلا بدنام برا
کنواں سچا ہے کنویں کا پانی نہیں سچا	بد معاملہ کے قول و فعل ایسے ہی ہوتے ہیں

ضرب الامثال	مفہوم
پیٹ میں پڑا چارہ، کود نے لگا بیچارہ	کھایا تو شرارت سوجھی
کم کھائے غم نہ کھائے	کم کھانا قرض لے کر کھانے سے بہتر ہے
سستا اونٹ مہنگا پٹہ	اصل چیز کی نسبت متعلقہ سامان پر زیادہ لاگت آنا
بہرا روٹی کی پٹ پٹ سنتا ہے	اپنے مطلب کی ہر کوئی سن لیتا ہے
جس کی زبان چلے اس کے سنتہ ہل چلیں	باتونی شخص باتوں ہی سے مطلب حاصل کر لیتے ہیں
جس کے ہاتھ ڈوئی اس کا ہر کوئی	کھانے کے سب یار ہیں
بھیڑ جہاں جائے مونڈ منڈائے	غریب، بد نصیب، کمزور کو ہر جگہ خسارہ ہے
زر ہے تو نر ہے ورنہ خر ہے	سب عزت زر کی ہے۔ بے زر بے پر ہے
کوٹھے والا روئے اور چھپر والا سوئے	اہل دولت زیادہ حاجتمند اور شاکی ہیں
چتا میں تم پڑو، پیٹنے والے ہم بہت ہیں	دوسروں کو مصیبت میں ڈال کر آپ آسانی میں رہنا
لاڈلا پوت کٹوری میں موت	زیادہ لاڈلی اولاد خراب کرتی ہے
کرے سو کام، بھج لے سو رام	جو کچھ کرنا ہے وہ جلد کر لیجئے
خلق کا حلق کس نے پکڑا	زبان خلق سے کوئی محفوظ نہیں
گھی گرا تھالی نہ غصہ نہ گالی	درحقیقت کوئی نقصان نہیں ہوا
تولہ بھر کی آرسی نانی بولے فارسی	تھوڑے سلوک پر بہت احسان جتلانا

(مخزن اخلاق)

نتیجہ مقابلہ بین المجالس مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ۹۲-۱۹۹۱ء

سال ۹۲-۱۹۹۱ء میں کارکردگی کے لحاظ سے مقابلہ خلافت جوبلی علم انعامی بین المجالس مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں حسب ذیل تفصیل سے مجالس نے امتیاز حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب مجالس کے لئے مبارک فرمائے :۔

۱۔ اوّل (اور خلافت جوبلی علم انعامی کی حقدار) مجلس وحدت کالونی ضلع لاہور۔
۲۔ دوم۔ مجلس خانیوال شہر ضلع خانیوال۔
۳۔ سوم۔ مجلس سٹیل ٹاؤن ضلع کراچی۔
۴۔ چہارم۔ مجلس عزیز آباد ضلع کراچی
۵۔ پنجم۔ مجلس چوپڑ ہٹہ ضلع خانیوال۔
۶۔ ششم۔ مجلس چک ۲۷۵ ر۔ب کرتارپور ضلع فیصل آباد۔
۷۔ ہفتم۔ مجلس اورنگی ٹاؤن ضلع کراچی۔
۸۔ ہشتم۔ مجلس ملیر کینٹ ضلع کراچی۔
۹۔ نہم۔ مجلس محمود آباد ضلع کراچی۔
۱۰۔ دہم۔ مجلس ۱۷۰/10-R ضلع خانیوال۔

(سید طاہر محمود ماجد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

اخبارِ مجالس

آٹھواں سر محمد ظفر اللہ خان میموریل کرکٹ ٹورنامنٹ

جہلم اور سرگودہا کی سپورٹس ریلی تربیتی اجلاسات اور خدمتِ خلق کے تذکرے

ضلع خیر پور سندھ

مؤرخہ 26 فروری کو جمال پور (ضلع خیر پور) کی مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد ہوا جس میں 20 فروری کے دن کی اہمیت بتائی گئی۔ 47 افراد اس جلسے میں شریک ہوئے۔

آٹھواں سر محمد ظفر اللہ خان میموریل کرکٹ ٹورنامنٹ

مؤرخہ 7 تا 12 فروری کنری شہر میں آٹھواں سر محمد ظفر اللہ خان میموریل کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ اس ٹورنامنٹ کے سربراہ عبد الحمید صاحب زاہد قائد ضلع تھے۔ کل چھ یعنی ربوہ، لاہور، علاقہ سکھر، سانگھڑ، حیدرآباد، بدین اور میر پور خاص کی ٹیموں نے ٹورنامنٹ میں حصہ لیا۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے فرمایا۔ فائنل میچ ربوہ اور لاہور کی ٹیموں کے مابین ہوا جو دلچسپ مقابلے کے بعد لاہور نے جیت لیا۔ سید قمر سلیمان احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے انعامات تقسیم کئے۔ کل 120 کھلاڑیوں نے اس ٹورنامنٹ میں شرکت کی۔

ضلع جھنگ

ماہ جنوری، فروری میں ضلع بھر میں 9 تربیتی اجلاسات کا انعقاد ہوا۔ یہ اجلاسات لالیاں، چنیوٹ، چک 32/5 سانگرہ، ککی نو عنایت پور بھٹیاں، جل بھٹیاں، ٹھٹھ شریف اور پکا نسوانہ میں منعقد ہوئے۔ مجموعی حاضری 1504 افراد پر مشتمل تھی جن میں 240 انصار، 275 خدام، 260 اطفال اور 518 لجنات و ناصرات نے شرکت کی۔ نیز 161 غیر از جماعت افراد اور 29 مرکزی نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

ضلع جہلم

مؤرخہ 22 فروری کو ضلع جہلم کی سپورٹس ریلی منعقد ہوئی جس میں 100 میٹر دوڑ سلو سائیکلنگ، کرکٹ، رسہ

کشتی اور فٹ بال کے مقابلے ہوئے جن میں خدام نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ کھیلوں کے اختتام پر کلوا جمیعًا کا پروگرام بھی ہوا۔

ضلع سرگودھا

مؤرخہ 12 فروری کو بھلوال میں ضلعی سپورٹس ریلی منعقد ہوئی۔ 55 خدام نے اتھلیٹکس اور فٹ بال کے مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ مؤرخہ 21 فروری کو 11 خدام نے سرگودھا شہر سے ربوہ تک سائیکل سفر کیا جس پر اوسطاً 4 گھنٹے صرف ہوئے۔ 5 تا 11 فروری ہفتہ اشاعت منایا گیا جس میں 7 نئے خریدار بنائے گئے۔

ضلع بھر میں حلقہ جات کی سطح پر 13 مجالس میں وقار عمل ہوئے جن میں مجموعی طور پر 73 خدام اور 68 اطفال شریک ہوئے۔ مؤرخہ 22 فروری کو سوبھاگہ میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودھا کی طرف سے فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا جو 10 سے ایک بجے تک جاری رہا اور دوران 52 مریضوں کا معائنہ کیا گیا۔

مختلف مجالس میں جا کر قائد صاحب ضلع کی ہدایت کے مطابق بلڈ گروپنگ کی جا رہی ہے۔ مجموعی طور پر اس ماہ 190 افراد کی گاؤں گاؤں جا کر بلڈ گروپنگ کی گئی۔

مجلس دارالذکر لاہور

10 خدام نے 24 فروری کو شعبہ خدمت خلق کے تحت میو ہسپتال کے کینسر وارڈ کا دورہ کیا اور مریضوں اور صفائی کے عملے میں پھلوں کے 35 پیکٹ تقسیم کئے۔ 33 مریضوں کی عیادت کی گئی۔ مجلس کے 3 خدام نے خون کا عطیہ دیا۔ دوران ماہ تین بار نماز تہجد ادا کی گئی جن میں کل 48 خدام، 17 انصار اور 8 اطفال نے شرکت کی۔ 32 خدام نے نفلی روزہ رکھا۔

مجلس ملیر کراچی

اجتماعی نماز تہجد میں 63 خدام شریک ہوئے۔ جنوری میں 4 داعیان الی اللہ کلاسز منعقد کی گئیں جن میں مجموعی طور پر 87 خدام شریک ہوئے۔ ایک وڈیو پروگرام ہوا جس میں 15 مہمان شریک ہوئے۔ مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا۔ سیرت النبیؐ کے جلسے میں 56 خدام اور تین غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ 6 خدام کو کمپیوٹر کورس کروایا گیا۔

مجلس سٹیل ٹاؤن کراچی

مؤرخہ 5 تا 12 فروری ہفتہ اشاعت منایا گیا۔ دوران ہفتہ خالد و تشحیذ کے خریداران کا جائزہ لیا گیا۔ مضامین حاصل کرنے نیز اشتہارات و عطیہ جات کے حصول کے لئے کوشش کی گئی۔

مجلس النور ۔ کراچی

مجلس کا ساتواں سالانہ اجتماع ۱۳، ۱۴ اگست ۱۹۹۲ء بروز جمعرات، جمعہ منعقد ہوا۔ مرکزی نمائندہ نے افتتاحی خطاب کیا۔ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ بعدہ اجلاس اول میں علمی و ذہنی آزمائش کے مقابلہ جات ہوئے۔ دوسرے دن کی کاروائی نماز تہجد سے شروع ہوئی۔ اجتماعی ورزش بھی کرائی گئی۔ پھر ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

ناشتہ کے بعد اجلاس دوم و سوم میں بقیہ علمی مقابلہ جات ہوئے۔ نماز جمعہ کے بعد اختتامی اجلاس سے مکرم قائمقام امیر صاحب جماعت کراچی نے خطاب کیا۔ اس اجتماع میں ۱۰۱ خدام، ۲۱ اطفال اور دیگر مجالس کے ۱۰ خدام شامل ہوئے اس طرح کل ۱۳۲ احباب شریک ہوئے۔

مجلس لانڈھی کورنگی ۔ کراچی

مجلس کا ۸ واں سالانہ یک روزہ تربیتی اجتماع ۲۱ اگست ۱۹۹۲ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاحی خطاب مکرم نائب امیر صاحب کراچی نے کیا۔ بعدہ ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اجلاس اول میں علمی مقابلہ جات ہوئے جو نماز جمعہ کے بعد اجلاس دوم میں مکمل ہوئے۔ اختتامی اجلاس سے نمائندہ مرکز نے خطاب کیا۔ اس اجتماع میں ۸۵ خدام، ۵۹ اطفال، ۱۱۵ انصار شامل ہوئے۔

ضلع میانوالی

ضلع کا سالانہ تربیتی اجتماع ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۹۲ء بروز بدھ، جمعرات منعقد ہوا۔ افتتاحی خطاب مرکزی نمائندہ نے کیا۔ رات کو اجلاس دوم میں مکرم مربی صاحب ضلع نے خطاب کیا۔ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اجلاس سوم میں مکرم مربی صاحب اور نمائندہ مرکز نے خطاب کیا۔ نماز جمعہ کے بعد اختتامی خطاب بھی مرکزی نمائندہ نے کیا۔ اس اجتماع میں ۲۲ خدام، ۱۲ اطفال اور ۸ مہمان شامل ہوئے۔

(رپورٹ مرتبہ:۔ مظفر احمد چوہدری صاحب)

خلافتِ احمدیہ کا مستقبل

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"آئندہ انشاء اللہ خلافتِ احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ کوئی بدخواہ اَب...... (خلافتِ احمدیہ) کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اِسی شان سے ترقّی کرے گی۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ جون ۱۹۸۲ء
مطبوعہ الفضل ۲۰ جون ۱۹۸۲ء صفحہ ۵)

مقابلہ بین العلاقہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

خدا تعالیٰ کے فضل سے مقابلہ بین المجالس اور مقابلہ بین الاضلاع کے طریق پر پہلی بار مقابلہ بین العلاقہ کا انعقاد ہوا اور ۹۲-۱۹۹۱ء میں حُسنِ کارکردگی کی بناء پر

۱۔ مکرم ملک مبشر احمد صاحب قائد علاقہ سندھ اوّل
۲۔ ؍ صفدر علی صاحب وڑائچ قائد علاقہ سرگودھا دوم
۳۔ ؍ عظمت حسین صاحب شہزاد قائد علاقہ فیصل آباد سوم
۴۔ ؍ اظہر احمد صاحب نظام قائد علاقہ راولپنڈی سوم

قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔

(سیّد طاہر محمود ماجد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

Monthly **KHALID** Rabwah

REGD. NO. L. 5830 *Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ* MAY, 1993